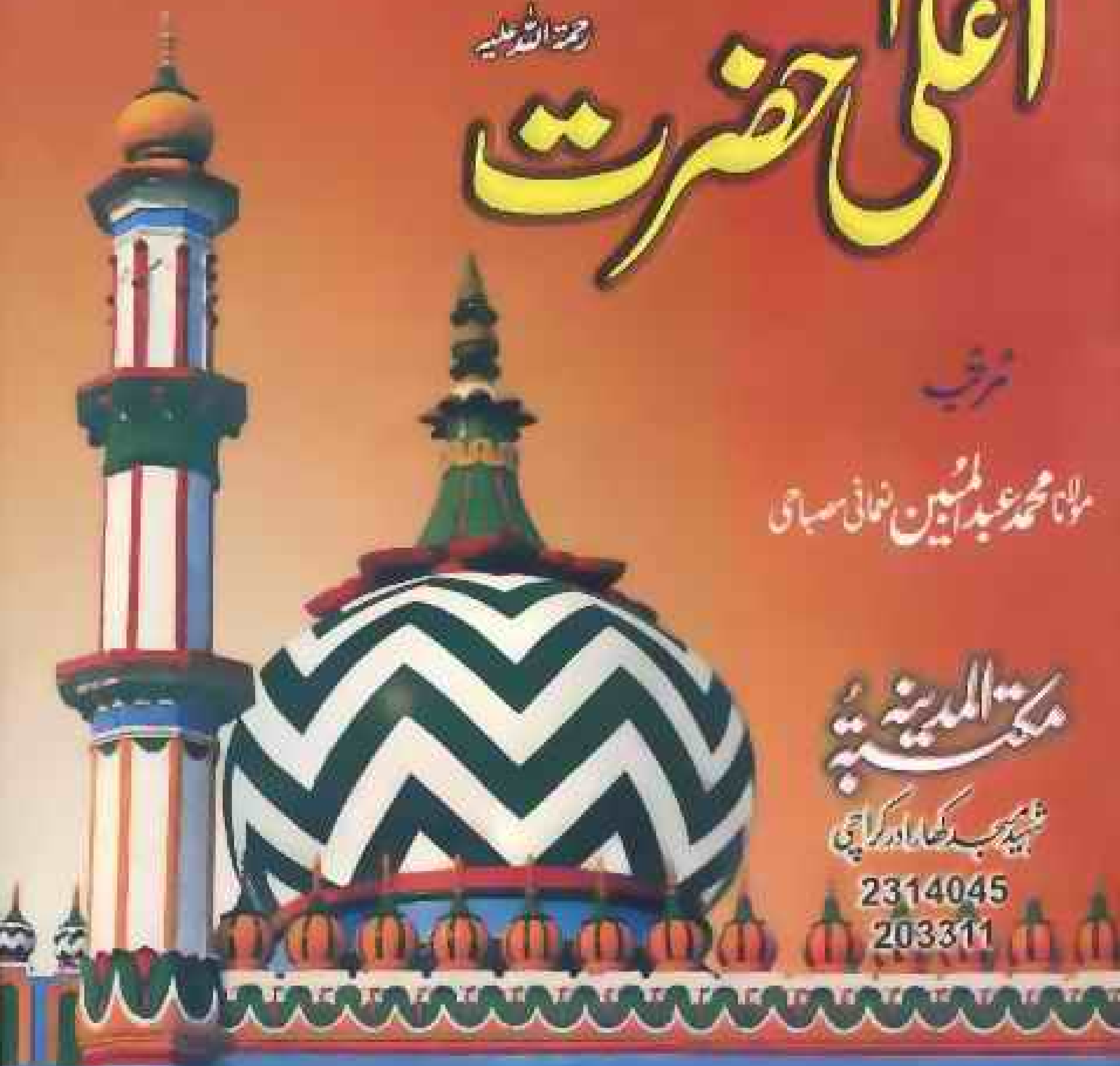
اسلامی بھائیوں اور بہنوں کی اصلاح و تربیت کے لیے

امام اہلسنت کے نادر و نایاب مدنی پھول

ارشاداتِ اعلیٰ حضرت

رحمۃ اللہ علیہ



مرتب

مولانا محمد عبد المبین نعمانی مصباحی

مکتبۃ المدینہ

شہید مسجد کھارادر کراچی

2314045

203311

فہرست مضامین

تہدیہ

اعلیحضرت مجدد ملت امام احمد رضا فادری رحمۃ اللہ تعالی ورضی عنہ

کی عظیم زندہ روحانی یادگار

فقیہ ملت عاشق رسول اکرم مظہر غوث اعظم حضور مفتی اعظم ہند

علامہ ابوالبرکات محی الدین محمد آل الرحمٰن

شاہ مصطفےٰ رضا قادری نوری دامت برکاتہم القدسیہ

کی خدمت میں

جو اس وقت سراپا یاد الہی میں مستغرق اور ارشاد رسول برحق

صلی اللہ تعالی علیہ وسلم "اِذا رُءُوا ذُکِرَ اللہ" کے صحیح

مصداق ہیں۔

جن کی نگاہ کرم کے ادنیٰ التفات کے لئے صبح وشام محلہ سوداگران

بریلی میں دیوانوں کی ایک بھیڑ لگی رہتی ہے ۔

غلاموں کو بنادو رہ شناس منزل عرفاں

کہ اس منزل کے اچھے رہنما ابن رضا تم ہو

گدائے کرم

محمد عبد المبین نعمانی رضوی

فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی مدظلہ العالی

صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

کی نظر میں

"اشاراتِ اعلیحضرت" الجامعۃ الاشرفیہ کے فاضل جناب مولانا عبد المبین صاحب زید مجدہم کی تالیف ہے۔ اس میں انہوں نے اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے اہم فتاوٰی کو جمع کیا ہے۔ زمانہ کی حالت پر نظر کرتے ہوئے جن مسائل سے عوام غافل ہیں، ان کو متفرق کتابوں سے چن لیا ہے۔ ان میں کوئی فتوٰی ایسا نہیں جو مطبوع نہ ہو۔ مگر سینکڑوں صفحات کی کتابوں میں کسی مسئلہ کا ہونا اتنا مفید نہیں جتنا اسے ایک انفرادی طور پر شائع کرنا ہے، اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ناظرین کے ذہن میں وہ مسئلہ مرکوز ہو جاتا ہے اور اس طرح اپنا خاص اثر ڈالتا ہے اسی لئے علماء کا دستور ہے کہ اہم مسائل پر مستقل رسائل لکھتے چلے آئے ہیں۔

مولانا نے اس رسالہ میں کسی ایک مسئلے کو نہیں لیا ہے بلکہ مختلف وغیر مربوط مسائل کو اکٹھا کیا ہے اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ

انہوں نے دیکھا عوام ان مسائل کو جانتے نہیں یا جو لوگ جانتے ہیں وہ غفلت برتتے ہیں یا مخالفین ان مسائل میں عوام کو فریب دیتے ہیں تو انہوں نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی کی ہے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی تصنیفات کے ہزاروں صفحات سے ان مسائل کو اکٹھا کیا اور اب عوام کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ نہ جاننے والے جان جائیں۔ غافلین کو تنبیہ ہو جائے اور فریب دہی کرنے والے ناکام و رسوا ہوں۔

مجھے یہ ذوق بہت پسند آیا میری دُعا ہے کہ مولیٰ عز و جل اس کو نافع اور مقبول بنائے اور مؤلف کو اس کا دارین میں بہتر صلہ عطا فرمائے اور انہیں اس سے زیادہ دین و ملت کی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم الیٰ یوم الدین

محمد شریف الحق امجدی

خادم شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

۱۲ ذوقعدہ ۱۳۹۷ھ

نوٹ: اس کتاب میں اگر عربی یا اُردو عبارت میں غلطی پائیں تو برائے مدینہ ادارہ کو مطلع فرمائیں۔ مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ لاہور

نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

عرضِ حال

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی عظیم شخصیت اب کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ جہاں ایک بہت بڑے عالم وفقیہ محدث ومفسر تھے، وہاں بہت بڑے صوفی، مصلح، مرشد اور مربی بھی تھے یوں تو آپ کے تمام علمی کارنامے اس لائق ہیں کہ لوگوں کے سامنے پیش کئے جائیں مگر اس مختصر کتابچے میں آپ کی بہت سی نادر ونایاب وعلمی تصانیف سے کچھ ایسے موتی چن کر پیش کئے گئے ہیں جو قوم کی اصلاح وتربیت ارشاد وتبلیغ میں اچھا رول ادا کر سکتے ہیں، اس طریقے سے امام احمد رضا کی تعلیمات ونظریات کو عام فہم انداز میں اہل علم وعوام تک پہنچانے کی خدمت بھی انجام دی جا سکتی ہے، اگر اس سلسلے کو پسند کیا گیا تو ان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ آئندہ مزید ایسے مفید جواہر پاروں کو پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ وَمَا توفیقی اِلّا باللہ تعالیٰ

محمد عبد المبین نعمانی مصباحی رضوی

۸ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

رکن المجمع الاسلامی (اسلامی اکیڈمی) مبارک پور

ایمانِ کامل

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جاننا حضور کی حقانیت کو صدقِ دل سے ماننا ایمان ہے. جو اس کا مُقِر ہو اُسے مُسلمان جانیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ و رسول جلّ و علا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو، اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے اگرچہ اپنے دشمن ہوں اور اللہ و رسول کے مخالفوں بدگویوں سے عداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں، جو کچھ دے اللہ کے لئے دے جو کچھ روکے اللہ کے لئے روکے اس کا ایمان کامل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ۝ [2]

جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے کسی سے بغض رکھا اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ کے لئے روکے رکھا تو واقعی اس نے ایمان مکمل کرلیا۔

---

[1] احکام شریعت از اعلیٰ حضرت ص۵ جلد اول سمنانی کتب خانہ میرٹھ

[2] (ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ ص۱۴ کتاب الایمان)

ایمان کی قدر و قیمت

جب تک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت الٰہی میں گذارے سب بیکار و مردود ہے۔ بہتیرے جوگی اور راہب ترکِ دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر و عبادت الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر ازانجا کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں کیا فائدہ؟، اصلاً قابل قبول بارگاہ الٰہی نہیں۔ اللہ عزوجل ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

وَقَدِمْنَاۤ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا — جو کچھ اعمال انہوں نے کئے ہم نے سب برباد کر دیئے (پ ۱۹ ع ۱)

ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

عَامِلَۃٌ نَّاصِبَۃٌ تَصْلٰی نَارًا حَامِیَۃً (پ ۳۰ ع ۱۳) — عمل کریں مشقتیں بھریں اور بدلا کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ میں جائیں گے (والعیاذ باللہ)

مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مدارِ ایمان و مدارِ نجات و مدارِ قبولِ اعمال ہوئی یا نہیں؟ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی۔[۲]

ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں (۱) محمد رسول اللہ

---

[۲] تمہید ایمان بآیات قرآن از اعلیٰحضرت فاضل بریلوی ص ۳ مطبوعہ بریلی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور (۲)، آپ کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم (مقدم رکھنا) تو اس کی آزمائش کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے تعظیم وعقیدت اور محبت کا علاقہ ہو جیسے تمہارے باپ، استاد، اولاد بھائی پیر اور تمہارے مولوی، حافظ، مفتی، واعظ وغیرہ وغیرہ کیسے باشد جب وہ محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام نشان نہ رہے، فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ اُن کی صورت اُن کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے، علاقے دوستی اُلفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ، کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا۔

اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنائی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نبھاہی، یا اُسے ہر بُرے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اُسے بُرا کہنے پر بُرا مانا، یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو "لِلّٰہِ" اب تمہیں انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔

مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگو کی وقعت کرے گا۔ اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ اُن کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کریگا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو۔ (تمہید ایمان صفحہ ۲۱)

بھائیو! عالم کی عزت تو اس بنا پر تھی کہ وہ نبی کا وارث ہے نبی کا وارث وہ جو ہدایت پر ہو اور جب گمراہی پر ہے تو نبی کا وارث ہے یا شیطان کا، اُس وقت اس کی تعظیم نبی کی تعظیم ہوتی، اب اس کی تعظیم شیطان کی تعظیم ہوگی یہ اُس صورت میں ہے کہ عالم کفر سے نیچے کسی گمراہی میں ہو جیسے بدمذہبوں کے علماء پھر اُس کا کیا پوچھنا جو کفر شدید میں ہو، اسے عالم دین جاننا ہی کفر ہے نہ کہ عالم جان کر اُس کی تعظیم۔

بھائیو! کروڑ کروڑ افسوس ہے اس اِدعائے مسلمانی پر کہ اللہ و رسول (جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے زیادہ استاد کی وقعت ہو، اللہ و رسول سے بڑھ کر بھائی یا دوست یا دنیا میں کسی کی محبت ہو۔

اے رب! ہمیں سچا ایمان دے۔ صدقہ اپنے حبیب کی سچی عزت سچی رحمت کا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمین (تمہید ایمان صفحہ ۳۰ ملخص)

عقیدہ کی پختگی

نجات منحصر ہے اس بات پر کہ ایک ایک عقیدہ اہلسنت و جماعت

کا ایسا پختہ ہو کہ آسمان و زمین ٹل جائیں اور وہ نہ ٹلے۔ پھر اس کے ساتھ ہر وقت خوف لگا ہو۔ علمائے کرام فرماتے ہیں جس کو سلب ایمان کا خوف نہ ہو، مرتے وقت اس کا ایمان سلب ہو جائے گا۔

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر آسمان سے ندا کی جائے کہ تمام روئے زمین کے آدمی بخشدیئے گئے، مگر ایک شخص تو میں خوف کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں اور اگر ندا کی جائے کہ روئے زمین کے تمام آدمی دوزخی ہیں سوائے ایک آدمی کے تو میں امید کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں، خوف و رجا (امید) کا مرتبہ ایسا معتدل ہونا چاہیئے (الملفوظ ج ۵ ص ۵)

اہلِ قبلہ کی تکفیر منع ہے

آج مسئلہ تکفیر پہ طرح طرح کی موشگافیاں کی جارہی ہیں اور معاندین اہلسنت نے اس مسئلہ کو اس قدر الجھا دیا اور غلط روپ دیدیا کہ اصل حقیقت حجاب در حجاب ہو گئی ہے۔ عوام تو عوام بہت سے پڑھے لکھے حضرات اس مسئلہ کی اصل حقیقت سے ناواقف ہیں، اس لئے مندرجہ ذیل ارشاد پیش کیا جارہا ہے تاکہ مسئلہ کی صحیح نوعیت سامنے آئے اور امام احمد رضا قدس سرہٗ پر لگائے گئے الزامات کا جائزہ لیا جائے۔

"ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے وجہ کفر کی نکلتی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی تو مفتی پر واجب ہے کہ وجہ اسلام کی طرف میل کرے۔

فَاِنَّ الْاِسْلَامَ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی — اس لئے کہ اسلام خود ہی بلند ہوتا ہے نہ کہ بلند کیا جاتا ہے۔

لہٰذا ہمارے ائمہ کرام فرماتے ہیں:

لَا نُکَفِّرُ اَحَدًا مِنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ — ہم اہلِ قبلہ سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔

مگر یہاں ایک شدید فاحش مغالطہ بعض گمراہ بددین دیا کرتے ہیں کہ اُن اقوال سے استدلال کر کے منکرانِ ضروریاتِ دین کی تکفیر بھی بند کرنی چاہتے ہیں حالانکہ یہ خود کفر ہے۔ یہی ائمہ و علماء کہ اقوال مذکورہ لکھ چکے جا بجا تصریح فرماتے ہیں جو ضروریاتِ دین سے کسی شیٔ کے منکر کو کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ شفا شریف، وجیز امام کردری و درِ مختار وغیرہا کتب معتمدہ میں ہے:

مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ — جو ایسے کے کفر و عذاب میں شک لائے خود کافر ہو جائے۔

ایک اور ننانوے وجہ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے کلام میں سو پہلو نکلتے ہیں ننانوے جانبِ کفر جاتے ہیں اور ایک طرفِ اسلام تو معنی اسلام ہی پر

حمل واجب کہ با وصفِ احتمالِ اسلام حکمِ کفر جائز نہیں۔ نہ کہ جو ننانوے باتیں کفر کی کرے اور صرف ایک بات اسلام کی تو اُسے مسلمان کہا جائے گا۔ حاشا یہ کسی مسلمان کا مذہب نہیں یوں تو یہود بھی اللہ کو ایک موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک انبیاء کو نبی توراتِ مقدس کو کلام اللہ قیامت وجنت ونار کو حق جانتے ہیں، یہ ایک کیا صدہا باتیں اسلام کی ہوئیں پھر کیا انہیں مُسلم کہا جائے گا۔ یا انہیں مسلمان کہنے والا کافر نہ ہوگا، حاشَ لِلّٰہ بلکہ ہزارہا باتیں اسلام کی کرے اور ایک کفر کی مثلاً: قرآن عظیم ونماز پڑھے روزہ رکھے، زکوٰۃ دے، حج کرے اور ساتھ ہی بُت کو بھی سجدہ کرے تو قطعاً کافر ہوگا۔ یونہی ائمۂ دین وعلمائے معتمدین نے تصریح فرمادی ہے کہ اہلِ قبلہ سے مراد وہ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتے ہیں انہیں تکفیر جائز نہیں اور جو ضروریاتِ دین سے ایک بات کا منکر ہو وہ اہلِ قبلہ ہی نہیں، اس کی تکفیر میں شک بھی کفر ہے نہ انکار۔ شرح مواقف حاشیہ چلپی وشرح فقہ اکبر وحواشی درمختار وغیرہا میں اس کی تحقیق ہے۔ بڑا حوالہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیا جاتا ہے کہ وہ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے۔ بیشک مگر وہی جو حقیقۃً اہلِ قبلہ ہیں نہ فقط وہ کہ کلمہ پڑھیں اور قبلہ کو منہ کریں۔ اگرچہ کھلے کفر بکیں خود سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عقائد کی کتاب فقہ اکبر شریف میں فرماتے ہیں:

صِفَاتُهٗ فِی الْاَزَلِ غَیْرُ مُحْدَثَۃٍ وَّلَا مَخْلُوْقَۃٍ فَمَنْ قَالَ اِنَّهَا مَخْلُوْقَۃٌ اَوْ مُحْدَثَۃٌ اَوْ وَقَفَ فِیْهَا اَوْ شَكَّ فِیْهَا فَهُوَ كَافِرٌ بِاللّٰهِ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ کی صفتیں ازلی ہیں نہ حادث نہ مخلوق تو جو انہیں مخلوق یا حادث بتائے یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے وہ کافر ہے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں چھ مہینے مناظرے کے بعد میری اور امام ابو حنیفہ کی رائے اس پر مستقر ہوئی کہ جو قرآن عظیم کو مخلوق کہے کافر ہے یہ فوائد خوب یاد رکھنے کے ہیں کہ نیچری کفار اور ان کے اذناب وانفار (ماننے والے) ایسی جگہ بہت غل مچاتے اور علانیہ کفر کے مسلمانوں کی تکفیر سے روکنا چاہتے ہیں واللہ الہادی) (احسن الوعاء لآداب الدعاء صفحہ ۸۲، ۸۶ مطبوعہ بریلی۔

۹۹ باتیں کفر کی ایک اسلام کی

دینی

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت سے عرض کیا گیا حضور جس میں ۹۹ باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی اس کے لئے کیا حکم ہے۔ ارشاد فرمایا ایسا شخص کافر ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایک سجدہ کرے اللہ کو اور ۹۹ مہادیو کو تو مسلمان رہے گا؟ اگر ۹۹ سجدے اللہ کو اور ایک بھی مہادیو کو تو کافر ہو جائے گا۔

گلاب میں ایک قطرہ پیشاب کا ڈالا جائے وہ پاک رہے گا یا ناپاک؟

اتفاقاً ایک سفر میں کسی کی اونٹنی گم ہو گئی، اس کی تلاش تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اونٹنی فلاں جنگل میں ہے اس کی مہار پیڑ سے اٹک گئی ہے۔ اس پر ایک منافق زید ابن لصیت نے کہا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جنگل میں ہے وما یدریہ بالغیب وہ غیب کی خبر کیا جانیں اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ	اور اگر تم ان سے پوچھو تو بیشک ضرور
اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ	کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں
اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ	تھے تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں
تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ	اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے
كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (پ ۱۰ ع ۱۴)	بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان
	کے بعد۔

(تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر جلد ۱۰ ص ۱۰۵ تفسیر درمنثور امام سیوطی جلد سوم ص ۲۵۴)

(یہاں) اللہ تے ۹۹ نگنیں ایک گنی ۔ ارشاد علماء یوں ہے کہ کسی سے کوئی کلمہ صادر ہو جس کے سو معنی ہو سکتے ہوں ۹۹ پر کفر لازم آتا ہو اور ایک پہلو اسلام کی طرف جاتا ہو، اس کے کفر کا حکم نہ کریں جب تک معلوم نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلو سے کفر مراد لیا۔ مسئلہ یہ تھا اور بے دینوں نے کیا

سے کیا کرلیا، اس کا بہت واضح اور روشن بیان ہماری کتاب تمہید ایمان بآیات قرآن میں ہے اور یہاں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جو مطلقاً غیب کا منکر ہو وہ کافر ہوگیا جو لفظ اس منافق نے کہا جس پر قرآن عظیم نے فرمایا تم بہانے نہ بناؤ کافر ہو چکے ایمان کے بعد" یہی تو تھا کہ رسول غیب کیا جانے بعینہٖ یہی تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ غیب کی باتیں اللہ جانے رسول کو کیا خبر (تمہید ایمان صـ۲۳ والملفوظ دوم صـ۹۱)

تقدیر کیا ہے؟

تقدیر نے کسی کو مجبور نہیں کردیا یہ سمجھنا محض جھوٹ اور ابلیس لعین کا دھوکہ ہے کہ جیسا لکھ دیا ہمیں ویسا کرنا پڑتا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ لوگ جیسا کرنے والے تھے ویسا ہی ہر ایک کی نسبت لکھ لیا ہے۔ لکھنا علم کے مطابق ہے اور علم معلوم کے مطابق ہوتا ہے نہ کہ معلوم کو علم کے مطابق ہونا پڑے۔

دنیا میں پیدا ہونے کے بعد زید زنا کرنے والا تھا اور عمرو نماز پڑھنے والا مولا عزوجل عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ہے اس نے اپنے علم قدیم سے ان کی حالتوں کو جانا اور جو جیسا ہونے والا تھا ویسا لکھ لیا اگر پیدا ہو کر یہ اس کا عکس (الٹا) کرنے والے ہوتے کہ عمرو زنا کرتا اور زید نماز پڑھتا تو مولیٰ عزوجل ان کی یہی حالتیں جانتا اور یوں ہی لکھتا۔

فرض کیجئے کچھ نہ لکھا جاتا تو اللہ عزوجل ازل میں تمام جہان کے تمام اعمال وافعال، احوال واقوال بلاشبہ جانتا تھا اور ممکن نہیں کہ اس کے علم کے خلاف واقع ہو، اب کیا کوئی ذرا بھی دین وعقل رکھنے والا یہ کہے گا کہ اللہ نے جانا تھا کہ زید زنا کرے گا۔ لہذا چار وناچار زید کو بہ مجبوری زنا کرنا پڑا، حاشا ہرگز یہ نہیں، زید خود دیکھ رہا ہے کہ اپنی خواہش سے زنا کیا ہے کسی نے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجبور نہیں کیا یہی اس کا بخواہش خود زنا کرنا عالم الغیب والشہادہ کو ازل میں معلوم تھا جب اس علم نے اسے مجبور نہ کیا۔ اسے تحریر میں لے آنا کیا مجبور کر سکتا ہے۔ بلکہ اگر مجبور ہو جائے تو معاذ اللہ علم ونوشتہ غلط ہو جائے، علم میں تو یہ تھا اور یہی لکھا گیا کہ یہ اپنی خواہش سے ارتکاب زنا کرے گا اگر اس لکھنے سے مجبور ہو جائے تو مجبوراً زنا کیا نہ کہ اپنی خواہش سے تو علم ونوشتہ کے خلاف ہوا اور یہ محال ہے۔

(فتاویٰ افریقہ صـ ٦٥-٦٦ مطبوعہ سمنانی میرٹھ)

بعض لوگ مسئلہ تقدیر پر اس طرح بھی اعتراض کرتے ہیں کہ جب اللہ کو معلوم ہے کہ کون ہدایت پائے اور کون گمراہی تو پھر انبیاء کو بھیجکر تبلیغ کا کیوں حکم دیا۔ اس سلسلے میں ارشاد ہے۔

اللہ خوب جانتا ہے اور آج سے نہیں ازل الآزال سے کہ اتنے بندے ہدایت پائیں گے اور اتنے چاہ ضلالت میں ڈوبیں گے مگر کبھی اپنے

رسولوں کو ہدایت سے منع نہیں فرماتا کہ جو ہدایت پانے والے ہیں ان کے
لیے سبب ہدایت ہوں اور جو نہ پائیں گے ان پر حجت الٰہیہ قائم ہو۔
مولیٰ عزوجل قادر تھا اور ہے کہ بے کسی نبی و کتاب کے تمام جہان
کو ایک آن میں ہدایت فرما دے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا
تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ[1]
مگر اس نے دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے اور ہر نعمت میں اپنی
حکمت بالغہ کے مطابق مختلف حصہ رکھا ہے وہ چاہتا تو انسان وغیرہ جاندار وں
کو بھوک ہی نہ لگتی یا بھوکے ہوتے تو کسی کا صرف اس کے نام پاک لینے سے
کسی کا ہوا سونگھنے سے پیٹ بھر جاتا زمین جوتنے سے روٹی پکانے تک جو
سخت مشقتیں پڑتی ہیں کسی کو نہ ہوتیں مگر اس نے یوں ہی چاہا اور اس
میں بھی بے شمار اختلاف رکھا۔ کسی کو اتنا دیا کہ لاکھوں پیٹ اس کے
در سے پلتے ہیں اور کسی پر اس کے اہل و عیال کے ساتھ تین تین فاقے
گزرتے ہیں غرض ہر چیز میں اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ط
نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ الخ[2] کی نیرنگیاں ہیں احمق، بدعقل یا اجہل
بددین وہ جو ان کے ناموس میں چون وچرا کرے کہ یوں کیوں کیا یوں کیوں

---

[1] اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اے سننے والے ہرگز ناداں نہ بن
(ترجمہ رضویہ پ ع ۱۰)۔ [2] کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں ہم نے ان کی زیست
کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا (ترجمہ رضویہ) (پ۲۵ ع ۹)

نہ کیا۔ سنتا ہے اس کی شان ہے: یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ اللہ جو چاہے کرتا ہے۔ اس کی شان ہے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور سب سے سوال ہوگا۔

زید نے روپے کی ہزار اینٹیں خریدیں، پانچ سو مسجد میں لگائیں، پانچ سو پاخانہ کی زمین اور قدمچوں میں، کیا اس سے کوئی الجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مٹی سے بنی ہوئی، ایک آوے سے پکی ہوئی ایک روپے کی مول لی ہوئی ہزار اینٹیں تھیں ان پانچ سو میں کیا خوبی تھی کہ مسجد میں صرف کیں اور ان میں کیا عیب تھا کہ جائے نجاست میں رکھیں، اگر کوئی احمق اس سے پوچھے بھی تو وہ یہی کہے گا کہ میری مِلک تھی میں نے جو چاہا کیا۔ جب مجازی جھوٹی مِلک کا یہ حال ہے تو حقیقی، سچی مِلک کا کیا پوچھنا۔ ہمارا اور ہماری جان و مال کا وہ ایک اکیلا پاک نرالا سچا مالک ہے۔ اس کے کام اس کے احکام میں کسی کو مجال دم زدن کیا معنی۔ کیا کوئی اس کا ہمسر یا اس پر افسر ہے۔ جو اس سے کیوں اور کیا کہے۔ مالک علی الاطلاق ہے بے شراکت ہے جو چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے گا۔

ذلیل، فقیر، بے حیثیت حقیر اگر بادشاہ جبار سے الجھے تو اس کا سر کھجایا ہے، شامت نے گھیرا ہے اس سے ہر عاقل یہی کہے گا کہ او بدعقل بے ادب اپنی حد پر رہ جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمال عادل اور جمیع کمال

صفات میں یکتا و کامل ہے تو تجھے اس کے احکام میں دخل دینے کی کیا مجال

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش نظام مملکتِ خویش خسرواں دانند

افسوس کہ دنیوی مجازی چھوٹے بادشاہوں کی نسبت تو آدمی کو یہ خیال ہو اور ملکِ الملوک بادشاہ حقیقی جل جلالہ کے احکام میں رائے زنی کرے۔

تنبع الصدر لایمان القدر مطبوعہ مبارکپور ص ۳۵،۲۲

وضو کے ضروری مسائل

مدینہ

وضو کرنے جب بیٹھے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ پڑھ لے۔ جو وضو بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے تمام بدن کو پاک کر دیتا ہے۔ ورنہ جتنے پر پانی گذرے گا اتنا ہی پاک ہوگا پھر دونوں ہاتھوں پہنچوں تک تین تین بار اس طرح دھوئے کہ پہلے سیدھے ہاتھ کو ہاتھ سے پانی ڈال کر تین بار پھر الٹے کو سیدھے ہاتھ سے پانی ڈال کر تین بار۔ اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں پھر تین بار کلی ایسی کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے کہ وضو میں اسی طرح کلی کرنا سُنّتِ موکدہ اور غسل میں فرض ہے۔

اکثر لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے جلدی جلدی تین بار تیج کر لیا یا

ناک کی نوک پر تین مرتبہ پانی لگا دیا۔ ایسا کرنے سے وضو میں سنت ادا نہیں ہوتی، ایک آدھ بار ایسا کرنے سے تارک سنت اور عادت ڈالنے سے گناہ گار و فاسق ہوتا ہے اور غسل میں فرض رہ جاتا ہے تو غسل تو ہوتا ہی نہیں کہ نرم بانسے تک پانی چڑھانا وضو میں سنت مؤکدہ اور غسل میں فرض ہے۔

ڈاڑھی اگر ہے تو خوب تر کرے کہ ایک بال کی جڑ بھی خشک رہی اور پانی اس پر نہ بہا تو وضو نہ ہوگا اور منہ پر پانی لمبائی میں پیشانی کے بالوں کی جڑوں سے تھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں کان کی ایک لو سے دوسری لو تک پانی بہائیں۔ پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک اس طرح دھوئیں کہ پانی کی دھار کہنی تک برابر پڑتی چلی جائے یہ نہ ہو کہ پہنچے تین بار پانی چھوڑ دیا اور وہ کہنی تک بہتا چلا گیا اس طرح کہنی بلکہ کلائی کی کروٹوں پر پانی نہ بہنے کا احتمال ہے اس کا لحاظ ضروری ہے کہ ایک رونگٹا بھی خشک نہ رہے۔ اگر پانی کسی بال کی جڑ کو تر کرتا ہوا بہہ گیا اور بالائی حصہ خشک رہ گیا تو وضو نہ ہوگا۔

پھر سر کے بالوں کا مسح کرے۔ چہارم سر کا مسح کرنا فرض ہے اور پورے سر کا سنت ہے۔ دونوں ہاتھوں کا انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر تین تین انگلیوں اور انہیں کے مقابل ہتھیلی کے حصوں سے پانی کی جانب

سے گدی تک کھینچتا ہوا لے جائے پھر ہتھیلیوں کا باقی حصہ گدی سے پیشانی تک لائے اور کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کانوں کے پیٹ کا مسح کرے اور انگوٹھوں کے پیٹ سے کانوں کی پشت کا، اور پشت دست ہاتھوں کی پیٹھ سے گردن کے پچھلے حصہ کا، گلے پر ہاتھ نہ لائے کہ بدعت ہے۔ پھر دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک دھوئے اور ہر عضو پہلے دایاں پھر بایاں دھوئے۔ (الملفوظ جلد ۲ صـ۸۸ سمنانی)

ایک مرتبہ گاؤں جانے کا اتفاق ہوا ایک عالم میرے ساتھ تھے فجر کی نماز کے لئے انہوں نے وضو کیا۔ بھووں سے چہرہ پر پانی ڈالا جب ان سے کہا گیا تو فرمایا جلدی کی وجہ سے کہ وقت نہ جائے، میں نے کہا تو بلا وضو ہی پڑھیئے مجھے خیال رہا ظہر کے وقت بھی دیکھا انہوں نے اسوقت بھی ایسا ہی کیا۔ میں نے کہا اب تو وقت نہ جاتا تھا ــــ آج کل لوگوں کی عام طور سے یہی عادت ہے غسل میں جس قدر احتیاط چاہیئے آج کل اتنی ہی بے احتیاطی ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ (الملفوظ جلد ۲ صـ۹۱)

استنشاق یعنی ناک میں پانی ڈالنا

ناک کے دونوں نتھنوں میں جہاں تک نرم جگہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شروع تک دُھلنا اور یہ یوں ہو سکے گا کہ پانی لے کر سونگھے اور

اوپر کو چڑھائے کہ وہاں تک پہنچ جائے ۔ لوگ اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اوپر ہی اوپر پانی ڈالتے ہیں کہ ناک کے سرے تک چھو کر گر جاتا ہے ، بانسے میں جتنی نرم جگہ ہے اس سب کو دھلنا تو بڑی بات ہے ، ظاہر ہے کہ پانی کا بالطبع میل (یعنی میلان) نیچے کو ہے ، اوپر بے چڑھائے نہ چڑھے گا ۔ افسوس عوام تو عوام بعض پڑھے لکھے بھی اس بلا میں گرفتار ہیں ۔ وضو میں تو خیر اس کے ترک کی عادت ڈالنے سے سنت چھوڑنے ہی کا گناہ ہوگا ۔ اور غسل تو ہرگز اترے گا ہی نہیں جب تک سارا منہ حلق کی حد تک اور سارا نرم بانسہ سخت ہڈی کے کنارے تک پورا نہ دھل جائے یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں کہ ناک کے اندر کثافت (یعنی میل) جمی ہے تو لازم ہے کہ پہلے اسے صاف کرے ورنہ اس کے نیچے پانی معبور نہ کیا تو غسل نہ ہوگا ۔ اس احتیاط سے بھی روزہ دار کو مفر (یعنی چھٹکارا) نہیں ۔ ہاں اس سے اوپر چڑھانا اسے نہ چاہیے کہ کہیں پانی دماغ کو نہ چڑھ جائے غیر روزہ دار کے لئے یہ بھی سنت ہے

مَضْمَضَہ یعنی کُلّی

سارے منہ کا مع اس کے گوشے پُرزے کُنج رکونے (کے حلق کی حد تک دُھلنا ۔ آج کل بہت بے علم اس مَضْمَضے کے معنی صرف کلی کے

سمجھتے ہیں کچھ پانی منہ میں لے کر اگل دیتے ہیں کہ زبان کی جڑ اور حلق کے کنارے تک نہیں پہنچتا۔ یوں غسل نہیں اترتا نہ اس غسل سے نماز ہو سکے نہ مسجد میں جائز ہو بلکہ فرض ہے کہ ڈاڑھوں کے پیچھے گالوں کی تہہ میں، دانتوں کی جڑ میں، دانتوں کی کھڑکیوں میں، حلق کے کنارے تک ہر پرزے پر پانی بہے، یہاں تک کہ چھالیہ وغیرہ اگر کوئی سخت چیز کہ پانی کے بہنے کو روکے گی دانتوں کی جڑ یا کھڑکیوں میں حائل ہو تو لازم ہے کہ اسے جدا کر کے کلی کرے، ورنہ غسل نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس کے جدا کرنے میں حرج و ضرر و اذیت ہو جس طرح پانوں کی کثرت سے جڑوں میں چونا جم کر ہو جاتا ہے کہ جب تک زیادہ ہو کر آپ ہی جگہ نہ چھوڑ دے چھڑانے کے قابل نہیں ہوتا، یا عورتوں کے دانتوں میں مسی کی تہیں جم جاتی ہیں کہ ان کے چھیلنے میں دانتوں اور مسوڑھوں کے نقصان کا اندیشہ ہے تو جب تک یہ حالت رہے گی اس قدر کی معافی ہوگی۔

غسل میں ان احتیاطوں سے روزہ دار کو بھی چارہ نہیں ہاں غرغرہ اسے نہ چاہیئے کہ کہیں پانی حلق سے نیچے نہ اتر جائے۔ غیر روزہ دار کے لئے غرغرہ سنت ہے۔

اسالۃ الماء یعنی پانی بہانا

(اس کا مطلب غسل میں یہ ہے کہ) سر کے بالوں سے تلووں کے

نیچے تک جسم کے ہر پُرزے رونگٹے کی بیرونی سطح پر پانی کا تقاطر کے ساتھ بہہ جانا سوا اس موضع رجگہ) یا حالت کہ جس میں حرج ہو جس کا بیان عنقریب آتا ہے۔

لوگ یہاں دو قسم کے بے احتیاطیاں کرتے ہیں جن سے غسل نہیں اترتا اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔

اولاً: غَسل بالفتح (یعنی زبر کے ساتھ)[1] کے معنی میں نا فہمی سے بعض جگہ تیل کی طرح چپڑ لینے یا بھیگا ہاتھ پہنچ جانے پر قناعت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ مسح ہوا غُسل میں تقاطر اور پانی کا بہنا ضروری ہے جب تک ایک ایک ذرے پر پانی بہتا ہوا نہ گذرے گا غُسل ہرگز نہ ہوگا۔

ثانیاً: پانی ایسی بے پرواہی سے بہاتے ہیں کہ بعض مواضع بالکل خشک رہ جاتے ہیں یا ان تک کچھ اثر پہنچتا ہے تو وہی بھیگے ہاتھ کی تری، ان کے خیال میں شاید پانی میں ایسی کرامات ہیں کہ ہر کُنج و گوشے میں آپ ہی دوڑ جائے کچھ احتیاط خاص کی حاجت نہیں حالانکہ جسم ظاہر میں بہت سے مواقع ایسے ہیں کہ وہاں ایک جسم کی سطح دوسرے جسم سے چھپ گئی ہے یا پانی کی گذرگاہ سے جدا واقع ہے کہ بے لحاظِ خاص پانی اس پر بہنا مظنون نہیں اور حکم یہ ہے کہ اگر ذرہ بھر جگہ یا کسی

---

[1] غَسل کے معنی دھلنا اور غُسل کے معنی نہانا ۱۲ ن

بال کی نوک بھی پانی میں بہنے سے رہ گئی تو غسل نہ ہوگا اور نہ صرف غسل بلکہ وضو میں بھی ایسی بے احتیاطیاں کرتے ہیں کہیں ایڑیوں پہ پانی نہیں بہتا، کہیں کہنیوں پر، کہیں ماتھے کے بالائی حصے پر، کہیں کانوں کے پاس کنپٹیوں پر۔ ہم نے اس بارے میں مستقل تحریر لکھی ہے اس میں ان تمام مواقع کی تفصیل طریقہ، احتیاط کی تحقیق کے ساتھ ایسے سلیس و روشن بیان سے مذکور ہے جسے بعونہ تعالیٰ ہر جاہل، بچہ و عورت سمجھ سکے (تبیان الوضو) لے

ستر دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

مدینہ

اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے اصلاً وضو میں خلل نہیں آتا، یہ مسئلہ عوام میں غلط مشہور ہے ہاں پرایا ستر بالقصد دیکھنا حرام ہے اور نماز میں اور زیادہ حرام اگر قصداً دیکھے گا نماز مکروہ ہوگی۔

(فتاویٰ افریقہ ص ۹ سمنانی کتب خانہ میرٹھ)

قضا نمازیں ادا کرنے کا طریقہ

مدینہ

تنبیہ : اذکار و اشغال میں مشغولی سے پہلے اگر قضا نمازیں یا روزے ہوں ان کا ادا کرلینا جس قدر جلد ممکن ہو نہایت ضروری ہے۔

لے اس نفیس و سلیس تحریر کے لئے "تبیان الوضو" یا فتاویٰ رضویہ جلد اول کا مطالعہ کریں

جس پر فرض باقی ہو اس کے نفل و اعمال مستحبہ کام نہیں دیتے بلکہ قبول نہیں ہوتے جب تک فرائض ادا نہ کرلے۔

قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں۔ معلوم نہیں کہ کس وقت موت آجائے کیا مشکل ہے ایک دن کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں (یعنی فجر کے فرضوں کی دو رکعت اور ظہر کی چار رکعت اور عصر کی چار اور مغرب کی تین اور عشاء کی سات یعنی چار فرض تین وتر) ان نمازوں کو سوا طلوع و غروب و زوال کے (کہ اس وقت سجدہ حرام ہے) ہر وقت ادا کرسکتا ہے اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کرلے پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشاء کی۔ یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے اور ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں، زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد جلد ادا کرلے کاہلی نہ کرے کہ جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ نیت ان تمام نمازوں کی اس طرح ہو مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے پہلے جو فجر مجھ سے قضا ہوئی۔ ہر دفعہ یہی کہے یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلے ہے اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرے جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اس کے لئے صورت تخفیف اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے اَلحمد شریف کے سُبحٰنَ اللہِ

کہے اگر ایک بار بھی کہہ لے گا تو فرض ادا ہو جائے گا۔ نیز تسبیحات رکوع و سجود میں صرف ایک ایک بار سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْعَظِيْم اور سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی پڑھ لینا کافی ہے تشہد (التحیات) کے بعد دونوں درود شریف کی جگہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وتروں میں بجائے دعائے قنوت رَبِّ اغْفِرْ لِيْ کہنا کافی ہے طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل نماز ادا کریں۔ ہر ایسا جس کے ذمہ نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں

(اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا :۔

اگر کسی شخص کے ذمہ تیس یا چالیس سال کی نمازیں واجب الادا ہیں اس نے اپنے ان ضروری کاموں کے علاوہ جن کے بغیر گذر نہیں کاروبار ترک کر کے پڑھنا شروع کیا اور پکا ارادہ کر لیا کہ کل نمازیں ادا کر کے آرام لوں گا، اور فرض کیجئے اسی حالت میں ایک مہینہ یا ایک ہی دن کے بعد اس کا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ کاملہ سے اس کی سب نمازیں ادا کر دے گا۔ قال اللہ تعالیٰ۔

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ	جو اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اسے راستے میں موت آ جائے تو اس کا ثواب اللہ کے

عَلَی اللّٰہِ پ۵ ع ۱۱) ذمہ کرم پر ثابت ہو چکا۔

یہاں مطلق فرمایا گھر سے اگر ایک ہی قدم نکالا اور موت نے آلیا تو پورا کام اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے اور کامل ثواب پائے گا وہاں نیت دیکھتے ہیں سارا دار و مدار حسن نیت پر ہے۔(الرضا)[1]

نماز کے بعض ضروری احکام

مدینہ

(۱) جس وقت سوتے سے اٹھے خیال جو کہ مجتمع تھا بجلی کی چال سے منتشر ہو جانا چاہتا ہے اگر پھیل گیا تو سمٹنا مشکل ہو جاتا ہے۔ معاً آنکھ کھلتے ہی پہلا کام یہ کرے کہ خیال کو روک کر تصور میں تین مرتبہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! پڑھے یہ ابتداء اس کے خیال کی ہوگی تو دن بہ اس کی برکت اس کے خیال پر حاوی رہے گی۔

(۲) نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ لقوت باندھے جائیں نفس کا معدن زیر ناف ہے اور یہاں سے وسوسے اٹھتے ہیں اور قلب کو جاتے ہیں اس لئے ائمہ شافعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قلب کے نیچے پیٹ پر ہاتھ باندھتے ہیں کہ دشمن کا راستہ روکیں، اور ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ناف

---

[1] بحوالہ کشکول فقیر قادری صفحہ ۴۲۰-۴۳ ملخصاً۔ مطبوعہ حسنی پریس۔ سوداگران بریلی

کے نیچے باندھتے ہیں کہ ابتدائے سرچشمہ کی بندش کریں ہاتھ وقتاً فوقتاً ڈھیلے ہو جائیں گے انہیں پھر کس دیں۔

(۳) نگاہ کے مواضع (جگہیں) جو شریعت نے بتلائے ہیں اس سے یہی مقصود ہے کہ خیال پریشان نہ ہونے پائے، اس کی پابندی ضرور ہے قیام میں نگاہ جائے سجدہ پر رہے۔ رکوع میں پاؤں پر، قعود میں گودی پر سلام میں شانے پر۔

(۴) کان اپنی آواز سے بھرے رہیں (یعنی جو کچھ پڑھے اتنی آواز ضرور ہو کہ خود سُن سکے)

(۵) پڑھنے میں جلدی چاہیئے، آہستہ ڈھیل کے ساتھ جو پڑھا جائے اس سے خیال کو اِنتشار کا میدان وسیع ملتا ہے اور جب جلد جلد الفاظ ادا کئے گئے اور صحت کا بھی لحاظ رہے تو خیال کو اس طرف سے فرصت نہ ملے گی۔

(۶) ایک بڑی اصل یہ ہے کہ سر سے پاؤں تک ہر جوڑ، ہر رگ نرم اور ڈھیلا اور تصور میں زمین کی طرف متوجہ ہے۔ ہاتھ کھچے ہوئے نہ ہوں مونڈھے اوپر کو نہ چڑھے ہوں اور پسلیاں سخت نہ ہوں۔ بدن کی یہ وضع کبھی وقتاً فوقتاً بدل جائے گی۔ لحاظ رکھیں تبدل پاتے ہی فوراً ٹھیک کر لیں اس کے یہ معنی نہیں کہ قیام میں جھکا ہوا کھڑا ہو، یا رکوع میں سر نیچا ہو یا

یا سجود میں کلائی یا بازو یا زانو خلاف وضع ہوں کہ یہ تو ممنوع بلکہ توجہ میں ہر عضو زمین کی طرف جھکا ہوا ہو، پٹھے کھچے ہوئے نہ ہوں، نرم ہوں اور یہ تجربے سے ظاہر ہو جائیں گے۔ جس طرح بتایا گیا سیدھا کھڑا ہو، تھوڑی دیر میں دیکھے گا کہ پٹھے سخت ہو گئے، شانے اور پسلیاں اوپر کو چڑھتے معلوم ہوئے اور تصور ٹھیک کرتے ہی بغیر اس کے بدن کو کوئی جنبش دے محسوس ہوگا کہ سب کے سب اعضاء اتر آئے اور زمین کی طرف متوجہ ہو گئے۔

(۷) اگر اذکار نماز کے معنی معلوم ہوں فبہا ورنہ اتنا تصور جمائے رہے کہ میں اپنے رب کے روبرو کھڑا عاجزی کر رہا ہوں اور اس پر معین ہوگا کہ گڑگڑانے کی صورت منہ بنانا جب یہ وضع پائے فوراً متوجہ ہو کر منہ بنالے معاً خیال صحیح ہو جائے گا۔

(۸) وسوسے جو آئیں ان کے دفع کی کوشش نہ کرے اس سے لڑائی باندھنے میں بھی اس کا مطلب حاصل ہے کہ بہر حال نماز سے غافل ہو کر دوسرے کام میں مشغول ہوا بلکہ معاً ادھر سے خیال اپنے رب کے حضور عاجزی کی طرف متوجہ کر دے اور وسوسے کو یہ سمجھ لے کہ کوئی دوسرا بک رہا ہے۔ مجھ سے کچھ کام نہیں۔ اگر زیادہ ستائے تو اسی عاجزی میں اپنے رب سے فریاد کرے۔ اس کا قاعدہ ہے کہ یا دالہٰی کرتے ہی بھاگ جاتا ہے۔

بڑا گُر یہ ہے کہ پیٹ نہ خالی ہو نہ بھرا۔ اتنا خالی کہ بھوک پریشان کرے یہ بھی مُضر ہوگا۔ بھرے کے ضَرَر کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں، افضل و اولیٰ تہائی پیٹ ہے۔ (کشکول فقیر قادری ص ۴۳-۴۵)

صفِ اوّل کی فضیلت

مدینہ

ارشاد: حدیث میں فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ صفِ اوّل میں نماز پڑھنے کا اس قدر ثواب ہے تو ضرور اس پر قرعہ اندازی کرتے یعنی ہر ایک صفِ اول میں کھڑا ہونا چاہتا۔ اور جگہ کی تنگی کے سبب قرعہ اندازی پر فیصلہ ہوتا۔ سب سے پہلے امام پر رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے پھر صفِ اوّل میں جو اس کے محاذی کھڑا ہو اس محاذی کے داہنی جانب پھر بائیں اسی طرح دوسری صف میں پہلے محاذی امام پھر داہنے پھر بائیں پہ۔ یوں ہی آخری صف تک (الملفوظ ص ۸۵/ ج ۱)

نمازِ جماعت کی فضیلت

مدینہ

شارع (یعنی سرکار مُصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جماعت کی اس درجہ تاکید فرمائی ہے کہ ایک نابینا خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس کوئی ایسا نہیں کہ مجھے ہاتھ پکڑ کر مسجد میں لے آیا

کرے مجھے گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت عطا ہو، اجازت فرمائی، جب وہ چلے پھر بلایا اور ارشاد فرمایا۔ اذان کی آواز تمہیں پہنچتی ہے عرض کی، ہاں۔ فرمایا تو حاضر ہو۔

عبد اللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ یہ بھی آنکھوں سے معذور تھے۔ حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ۔ مدینہ طیبہ میں سانپ بچھو، بھیڑیئے بہت ہیں کیا مجھے اجازت ہے کہ گھر میں (نماز) پڑھ لیا کروں فرمایا کیا تمہیں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کی آواز پہنچتی ہے عرض کی، ہاں۔ فرمایا تو حاضر ہو۔

نابینا کہ ٹکل نہ رکھتا ہو نہ کوئی لے جانے والا خصوصًا جب سانپ بھیڑیوں کا اندیشہ ہو تو ضرور رخصت ہے۔ مگر حضور نے انہیں افضل پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائی کہ اور لوگ سبق لیں جو بلا عذر گھر میں پڑھتے اور مسجد میں حاضر نہ ہو کر ضلالت و گمراہی میں پڑتے ہیں کہ اِنْ تَرَکْتُمْ سُنَّۃَ نَبِیِّکُمْ لَضَلَلْتُمْ وَفِیْ اَبِیْ دَاوُدَ لَکَفَرْتُمْ اگر تم لوگ اپنے نبی کی سنت چھوڑ دوگے تو گمراہ ہو جاؤ گے، ابوداؤد میں ہے البتہ تم کفر کرو گے) والعیاذ باللہ تعالیٰ

(فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صہ ۱۲۳ مطبوعہ بریلی)

ترکِ جماعت کے شرعی اعذار

ہمیشہ یاد رہے کہ احکام الٰہیہ بجا لانے میں قلیل مشقت کبھی عذر نہیں ہو سکتی، مشقتِ شدید عذر ہے۔

اگر رات اتنی اندھیری ہے کہ مسجد تک راستہ نظر نہیں آتا یا صبح کو سیاہ بدلی محیط ہونے سے یا کسی وقت سیاہ آندھی چل چکنے سے ایسی تاریکی ہے تو یہ جماعت میں حاضر نہ ہونے کا عذر ہے۔ (الفتاوٰی ص ۶۳۲)

چراغ یا لالٹین مہیا ہو جسے مسجد تک لے جا سکے یا مہیا کرنے میں دقت نہیں مثلاً تیل اور دیا سلائی موجود ہے تو کیسی اندھیری ہو ترک جماعت کے لئے عذر نہیں ہو سکتی۔

جس کے پاس روشنی کا سامان نہیں یا مثلاً ایک ہی چراغ ہے اور گھر میں اہل و عیال ہیں کہ یہ مسجد کو لے جائیں تو وہ کاموں سے معطل جائیں یا بچے اندھیرے میں ڈریں یا عورت اکیلی ہے اسے خوف آئے تو ایسی حالت میں وہ سخت اندھیری کہ مسجد تک راستہ نہ سوجھے ترک جماعت کے لئے عذر ہے۔

اندھیری میں مسجد کو جانا بڑی فضیلت رکھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم)

جو اندھیریوں میں حاضری مسجد کے عادی ہیں انہیں بشارت دو روزِ قیامت کامل نور کی۔ (فتاوی رضویہ جلد یہ اول ص ۶۲۲ ملخصاً)

جو مسجد تک نہ جا سکے، جیسے بیٹھا، اپاہج، یا وہ مفلوج مریض، نقیہ (انتہائی کمزور) بوڑھا کہ چل نہیں سکتا، اندھا کہ آنکھ نہیں رکھتا، رات کور، توند والا یا کمر درد وغیرہ کے باعث چلنے سے معذور، ان لوگوں پر جمعہ و جماعت واجب نہیں۔ (فتاوی رضویہ اول ص ۶۳۶)

وضو، غسل، سجدہ، میں عوام و خواص کی بے احتیاطیاں

وضو: میں کہنیاں، ایڑیاں، کلائیوں کے بعض بالوں کی نوکیں اکثر خشک رہ جاتی ہیں اور یہ تو عام بلا ہے کہ منہ دھونے میں پانی ماتھے کے حصہ زیریں پر ڈالتے ہیں اور اوپر کھیگا ہاتھ چڑھا کر لے جاتے ہیں کہ ماتھے کے بالائی حصّہ کا مسح ہوا نہ غسل اور فرض غسل (دُھلنا) ہے۔ نہ وضو ہوا نہ نماز۔

غُسل: میں فرض ہے کہ پانی سونگھ کر ناک کے نرم بانسے تک

چڑھایا جائے۔ دریافت کر دیکھئے کتنے ایسا کرتے ہیں، چلو میں پانی لیا
اور ناک کی نوک کو لگایا اِسْتِنْشَاق ہوگیا۔ تو ہر وقت جُنُب رہتے
ہیں انہیں مسجد میں جانا تک حرام ہے۔ نماز درکنار۔

سجدے میں فرض ہے کہ کم از کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ
زمین پہ لگا ہو اور ہر پاؤں کی اکثر انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما ہونا
واجب ہے۔ یونہی ناک کی ہڈی زمین پر واجب ہے بہتیروں کی ناک زمین
سے لگتی ہی نہیں اور اگر لگی تو وہی ناک کی نوک یہاں تو ترک واجب گناہ
اور عادت کے سبب فسق ہی ہوا۔ پاؤں کو دیکھئے انگلیوں کے سرے
زمین پر ہوتے ہیں کسی انگلی کا پیٹ بچھا نہیں ہوتا سجدہ باطل نماز باطل
اور مصلی صاحب پڑھ کر گھر کو چل دیئے (فتاوی رضویہ جلد اول ص ۵۵۵)

قراءت

میں بے احتیاطیاں

قراءت: دیکھئے! اتنی تجوید کہ ہر حرف دوسرے سے صحیح
ممتاز ہو فرض عین ہے بغیر اس کے نماز قطعًا باطل ہے عوام بیچاروں کو
جانے دیجئے خواص کہلانے والوں کو دیکھئے کتنے اس فرض پہ عامل ہیں
میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سُنا۔ کن کو؟ عُلماء کو

مفتیوں کو، مدرسوں کو، مصنفوں کو قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کی جگہ اھد پڑھتے ہیں، جمعہ میں یَحْسَبُوْنَ کُلَّ صَیْحَۃٍ عَلَیْھِمْ کی جگہ یَعْسَبُوْنَ ھُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْھُمْ کی جگہ فَاعْذَرْھُمْ، وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ کی جگہ ھُوَ اْلعَزِیْذُ بلکہ ایک صاحب کو الحمد شریف میں صِرَاطَ الَّذِیْنَ کی جگہ صِرَاطَ اللَّظِیْنَ، کس کس کی شکایت کیجیے یہ حال اکابر کا ہے پھر عوام بیچاروں کی کیا گنتی۔

کیا شریعت ان کی بے پروائیوں کے سبب اپنے احکام منسوخ فرما دے گی۔ نہیں نہیں۔ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ

(فتاوی رضویہ جلد اول ص۵۵۵ مطبوعہ بریلی)

نوافل میں رکوع کی کیفیت

مدینہ

عرض: نوافل میں رکوع کس طرح کرنا چاہیے اگر بیٹھ کر پڑھ رہا ہو؟

ارشاد: اتنا جھکے کہ سر گھٹنے کے محاذی[1] آجائے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھے تو پنڈلیاں مُقَوَّس[2] نہ ہوں اور کفِ دست گھٹنوں پر قائم کرکے

---

[1] برابر ۱۲ [2] یعنی کمان کی طرح ٹیڑھی ۱۲

ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں۔ ایک صاحب کو میں نے دیکھا کہ حالت رکوع میں پشت بالکل سیدھی اور منہ اٹھائے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوئے پوچھا گیا یہ آپ نے کیسا رکوع کیا۔ حکم تو یہ ہے کہ گردن نہ اتنی جھکاؤ جیسے بھیڑ، اور نہ اتنی اٹھاؤ جیسے اونٹ۔ وہ صاحب کہنے لگے منہ اس وجہ سے اٹھا لیا تھا کہ سمت قبلہ سے نہ پھر جائے۔ میں نے کہا تو آپ سجدہ بھی ٹھوڑی پر کرتے ہوں گے۔ ان کی سمجھ میں بات آگئی اور آئندہ کے لئے اصلاح ہو گئی (الملفوظ اول ص۲۰)

نماز کی اہمیت

ارشاد فرمایا: نماز کو لوگوں نے آسان سمجھ لیا ہے۔ عوام بے چارے کس گنتی میں، بعض بڑے بڑے عالم جو کہلاتے ہیں ان کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔ عبادت محض لِوَجْہِ اللّٰہِ ہونا چاہئے کبھی اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو کسی کے عمر بھر کے اعمال حسنہ اس کی کسی ایک نعمت کا جو اس نے اپنی رحمت سے عطا فرمائی ہے بدلہ نہیں ہو سکتے۔ (ص۸۳ الملفوظ)

جماعت ثانیہ کے وقت سنّت

عرض: جماعت ثانیہ جس وقت شروع ہو سنت ظہر اس وقت

پڑھنا جائز ہے یا نہیں یا فجر کی سنت جماعت ثانیہ کے قعدہ نہ ملنے کی وجہ سے چھوڑ دی جائیں یا کیا ؟

ارشاد : جماعت ثانیہ فقط جائز ہے اس کے لئے سنت و چھوڑے اصل جماعت جماعت اولیٰ ہے جس کیلئے حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر مکانوں میں بچے اور عورتیں نہ ہوتیں تو جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے ہیں ان کے مکانوں کو جلوا دیتا ۔ (الملفوظ جلد ۳ ص ۱۴)

نماز جنازہ کی صفیں

عرض : نماز جنازہ میں تو تین صف کرنے کی فضیلت ہے اس کی ترکیب درمختار و کبیری میں یہ لکھی ہے کہ پہلی صف میں تین، دوسری میں دو اور تیسری میں ایک آدمی کھڑا ہو اس کی کیا وجہ ہے کہ ہر صف میں دو دو کھڑے ہو سکتے تھے۔

ارشاد : اقل درجہ صف کامل کا تین آدمی ہیں اس واسطے صف اول کی تکمیل کر دی گئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کے برابر دو آدمیوں کا کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے اور تین کا مکروہ تحریمی کیونکہ صف کامل ہو گئی اور اس صورت میں امام کا صف میں کھڑا ہونا ہو گیا اور پنجوقتہ نمازوں میں بھی بعض صورتوں میں تنہا صف میں کھڑا ہونا جائز نہیں ۔ (الملفوظ ج ۳ ص ۱۴)

فجر کی سُنّت کب پڑھے؟

مدینہ

عرض: سُنّتُ الفجر اوّل وقت پڑھے یا فرضوں کے متصل؟

ارشاد: اوّل وقت پڑھنا اولیٰ ہے احدیث شریف میں ہے کہ جب انسان سوتا ہے شیطان تین گرہ لگا دیتا ہے۔ جب صبح اٹھتے ہی وہ رب عزوجل کا نام لیتا ہے ایک گرہ کھل جاتی ہے اور وضو کے بعد دوسری اور جب سنتوں کی نیت باندھی تیسری بھی کھل جاتی ہے لہذا اوّل وقت سنتیں پڑھنا اولیٰ ہے۔ (الملفوظ صفحہ ۳۰ ج ۳)

سلام کے بعد دائیں بائیں پھرنا

مدینہ

سوال: بعد سلام امام کو پنج وقتہ نماز میں دائیں بائیں پھر کے دُعا مانگنا چاہیے یا صرف فجر و عصر میں؟

الجواب: کسی نماز میں امام کو ہرگز نہ چاہیے کہ سلام کے بعد رو بقبلہ بیٹھا رہے، انصراف (پھرنا) مطلقاً ضروری ہے۔ صَرَّحَ بِہٖ فِی الذَّخِیْرَۃِ وَالْحِلْیَۃِ وَغَیْرِھِمَا۔ (فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۱۹۷ مطبوعہ مبارکپور)

آدابِ مسجد

مدینہ

(۱) بغیر نیتِ اعتکاف کسی چیز کے کھانے کی اجازت نہیں بہت مساجد

میں دستور ہے کہ ماہِ رمضان المبارک میں لوگ نمازیوں کے لئے افطاری بھیجتے ہیں وہ بلانیت اعتکاف وہیں بے تکلف کھاتے پیتے اور فراش خراب کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

(۲) مسجد کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے داخلے کے وقت سیدھا قدم بڑھایا جائے حتیٰ کہ اگر صف بچھی ہو اس پر بھی پہلے سیدھا قدم رکھو اور جب وہاں سے ہٹو تب بھی سیدھا قدم فرش مسجد پر رکھو یا خطیب جب منبر جانے کا ارادہ کرے پہلے سیدھا قدم رکھے اور جب اترے تو سیدھا قدم اتارے۔

(۳) وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو سے ایک چھینٹ پانی کی فرش مسجد پر نہ گرے۔

(۴) مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا جس سے دھمک پیدا ہو منع ہے

(۵) مسجد میں دنیا کی کوئی بات نہ کی جائے۔ہاں اگر کوئی دینی بات کسی سے کہنا ہو تو قریب جاکر آہستہ سے کہنا چاہیئے، نہ کہ ایک صاحب مسجد میں کھڑے ہوئے دوسرے راہ گیر سے جو سڑک پر کھڑا ہو لبے چلا کر باتیں کر رہے ہیں یا کوئی باہر سے پکار رہا ہے اور یہ جواب اس کا بلند آواز سے دے رہے ہیں۔

(۶) فرش مسجد پر کوئی شے پھینکی نہ جائے بلکہ آہستہ سے رکھدے، موسم گرما میں لوگ پنکھا جھلتے جھلتے پھینک دیتے ہیں یا لکڑی چھتری رکھتے وقت دور سے چھوڑ دیا کرتے ہیں اس کی ممانعت ہے غرض مسجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(۷) قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے۔ مسجد میں کسی طرف
نہ پھیلائے کہ خلاف آداب دربار ہے۔ حضرت ابراہیم ادھم قدس سرہٗ
مسجد میں تنہا بیٹھے تھے، پاؤں پھیلا لیا، گوشہ مسجد سے ہاتف نے آواز
دی۔ ابراہیم بادشاہوں کے حضور میں یونہی بیٹھے ہیں معًا پاؤں سمیٹے
اور ایسے سمیٹے کہ وقت انتقال ہی پھیلے۔

۸۔ مسجد میں یہاں کے کسی کافر کو آنے دینا سخت ناجائز اور
مسجد کی بے حرمتی ہے۔ فقہ میں جواز ہے تو ذمی کے لئے اور یہاں کے کافر
ذمی نہیں کیسا شدید ظلم ہے وہ تو تم کو بھنگی کی طرح سمجھیں، جس چیز کو تمہارا
ہاتھ لگ جائے اسے ناپاک جانیں، سودا دیں تو دور سے ڈال دیں، پیسے لیں تو
الگ رکھوالیں، حالانکہ ان کی نجاست پر قرآن کریم شاہد ہے اِنَّمَا
الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ[1] پ ۱۰ اور تم ان نجسوں کو مسجد میں آنے کی اجازت
کر اپنے ناپاک پاؤں کو تمہارے ماتھا رکھنے کی جگہ رکھیں، اپنے گندے بدنو
سے تمہارے رب کے دربار میں آئیں۔ اللہ ہدایت فرمائے۔ (الملفوظ ج ۴ ص ۱۲)

آج کا عُرس
اور عورتوں کی حاضری

عرض: حضور! بزرگان دین کے اعراس میں جو افعال ناجائز

---

[1] مشرک بڑے ناپاک ہیں (ترجمہ رضویہ)

ہوتے ہیں ان سے ان حضرات کو تکلیف ہوتی ہے ؟

ارشاد : بلاشبہ (ان حضرات کو تکلیف ہوتی ہے) اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے بھی توجہ کم فرمادی ورنہ پہلے جس قدر فیوض ہوتے تھے وہ اب کہاں ؟ (الملفوظ ص ۴۶)

امام قاضی سے استفتا ہوا کہ عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں ؟ فرمایا ایسی جگہ جواز[1] و عدم جواز نہیں پوچھتے یہ پوچھو کہ اس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے۔

(۱) جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے اللہ اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے۔

(۲) جب گھر سے باہر نکلتی ہے سب طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں۔

(۳) جب قبر تک پہنچتی ہے میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے۔

(۴) جب واپس آتی ہے اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۱۴۳ مطبوعہ مبارکپور)

اُلٹی سورتوں کا وظیفہ

عرض : بعض وظائف میں آیات اور سورتوں کا معکوس

---

[1] یعنی جائز و ناجائز

(اُلٹا) کرکے پڑھنا لکھا ہے۔

ارشاد: حرام اور اشد حرام، کبیرہ اور سخت کبیرہ قریب کفر ہے یہ تو درکنار سورتوں کی صرف ترتیب بدل کر پڑھنا اس کی نسبت تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "کیا ایسا کرنے والا ڈرتا نہیں کہ اللہ اس کے قلب کو الٹ دے" نہ کہ آیات کو بالکل معکوس کرکے مہمل بنا دینا۔ (الملفوظ ص۲۲)

قلب اور نفس

قلب حقیقتاً اس مضغۂ گوشت (گوشت کے لوتھڑے) کا نام نہیں بلکہ وہ ایک لطیفہ غیبیہ ہے جس کا مرکز یہ مضغۂ گوشت ہے، سینے کے بائیں جانب اور نفس کا مرکز زیرِ ناف ہے، اسی واسطے شافعیہ سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں کہ نفس سے جو وَساوِس اٹھیں وہ قلب تک نہ پہنچنے پائیں اور حنفیہ زیر ناف باندھتے ہیں۔

سرِ چشمہ باید گرفتن بہ بیل
چو پُر شد نشاید گذشتن بہ پیل

یعنی گرگ کشتن روزِ اول باید۔ اسی واسطے یہ تحریر کیا گیا ہے کہ اگر ہاتھ سختی سے باندھے جائیں تو وساوس (وسوسے) نہ پیدا ہوں (الملفوظ ص۲۳)

مہر کی ادائیگی

عرض : جو شخص مہر قبول کرتے وقت یہ خیال کرے کہ کون ادا کرتا ہے اس وقت تو قبول کرلو پھر دیکھا جائے گا ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے۔

ارشاد : حدیث میں ارشاد فرمایا ایسے مرد و عورت قیامت کے روز زانی اور زانیہ اٹھیں گے۔ (الملفوظ صفحہ ۳۲)

کھانے کے آداب

کھانا کھاتے وقت التزام کرلینا نہ بولنے کا یہ عادت ہے مجوس کی اور مکروہ ہے اور لغو باتیں کرنا یہ ہر وقت مکروہ اور ذکر خیر کرنا یہ جائز ہے (الملفوظ صفحہ ۱۵/۴)

عرض : کھانے کے وقت شروع میں بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے!

ارشاد : ہاں کافی ہے بغیر بسم اللہ شیطان اس کھانے میں شریک ہوجاتا ہے۔

عرض : دسترخوان پر اگر اشعار وغیرہ لکھے ہوں اس پر کھانا جائز ہے؟

ارشاد : ناجائز ہے۔

کھانا کھاتے وقت جوتا اُتار لینا سنت ہے ، دارمی وابویعلیٰ وحاکم[۳] بافادۂ تصحیح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اِذَا اَکَلْتُمُ الطَّعَامَ فَاخْلَعُوْا	جب کھانا کھانے بیٹھو تو جوتے اُتار لو
نِعَالَکُمْ فَاِنَّہٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِکُمْ	اس میں تمہارے پاؤں کے لئے زیادہ
وَاِنَّھَا سُنَّۃٌ جَمِیْلَۃٌ	راحت ہے اور بیشک یہ اچھی سنت ہے

شرعۃ الاسلامیہ میں ہے -

یَخْلَعُ نَعْلَیْہِ عِنْدَ الطَّعَامِ	کھاتے وقت جوتے اُتارے

جوتا پہنے کھانا اگر اس عذر سے ہو کہ زمین پر بیٹھا ہے اور فرش نہیں جب تو صرف ایک سنت مستحبہ کا ترک ہے اس کے لئے بہتر یہی تھا کہ جوتا اُتار لے اور اگر میز پر کھانا ہے اور یہ کرسی پر جوتا پہنے تو وضع خاص نصاریٰ کی ہے اس سے دور بھاگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد یاد کرے :

مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ	جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے
احمد ، ابوداؤد ، ابویعلیٰ طبرانی	وہ انہیں میں سے ہے -
در کبیر و اوسط	(فتاوی افریقہ ص۳۷)

کھانے کے بعد برتن چاٹنا مسنون ہے

سرینہ

ترجمہ احادیث :- (۱) صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُنگلیاں اور رکابی چاٹنے کا حکم فرماتے اور ارشاد کرتے تمہیں کیا معلوم کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے" یعنی شاید اسی حصہ میں ہو جو اُنگلیوں یا برتن میں لگا رہ گیا ہے۔

(۲) مسلم و احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں کھانا کھا کر پیالہ خوب صاف کر دینے کا حکم فرمایا کہ تم کیا جانو تمہارے کون سے کھانے میں برکت ہے۔

(۳) احمد و ترمذی و ابن ماجہ نُبَیشۃ الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی پیالے میں کھا کر زبان سے اسے صاف کر دے وہ پیالہ اس کے لئے دُعائے مغفرت کرے۔

(۴) امام حکیم ترمذی اسی مضمون میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا۔ اور وہ برتن اس پر درود بھیجے۔

(۵) دیلمی کی روایت میں ہے کہ فرمایا۔ وہ پیالہ یا یوں کہے، الٰہی اسے آتشِ دوزخ سے بچا جس طرح اس نے مجھے شیطان سے بچایا۔" یعنی برتن سُنا ہوا چھوڑ دیں تو شیطان اُسے چاٹتا ہے۔

(۶) حاکم و ابن حبان و بیہقی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا کھا کر برتن نہ اٹھائے جب تک اسے خود نہ چاٹ لے یا (مثلاً کسی بچے یا خادم کو) چٹلا دے کہ کھانے کے پچھلے حصہ میں برکت ہے۔

(۷) مسند حسن بن سفیان میں والدرائطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پیالہ چاٹ لینا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اس پیالہ بھر کھانا تصدق کروں ــــ یعنی چاٹنے میں جو تواضع ہے اس کا ثواب اس تصدق کے ثواب سے زیادہ ہے۔

(۸) معجم کبیر میں عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو رکابی اور اپنی انگلیاں چاٹے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کا پیٹ بھرے یعنی دنیا میں فقر و فاقہ سے بچے، قیامت کی بھوک سے محفوظ ہے دوزخ سے پناہ دیا جائے کہ دوزخ میں کسی کا پیٹ نہ بھرے گا اس میں وہ کھانا ہے کہ

لَا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ — نہ فربہی لائے نہ بھوک میں کچھ کام آئے۔

وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی — (فتاویٰ رضویہ جلد اول صـ۳۴۲)

دانے دانے پہ ہے کھانے والے کا نام

زرقانی علی المواہب میں روایت ہے کہ ہر دانے پر قلم قدرت سے اتنی عبارت لکھی ہوتی ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ھٰذَا رِزْقُ فُلَانِ بْنِ فُلَان۔ بِسْمِ اللّٰہ شریف کے بعد یہ دانہ فلاں بن فلاں کا رزق ہے، وہ دانہ اس کے سوا کسی دوسرے کے پیٹ میں نہیں جا سکتا۔

فقیر کہتا ہے کہ بہت دانے ایسے ہوتے ہوں گے کہ آٹا پس کر اس کے کچھ اجزاء ایک روٹی میں گئے کہ زید نے کھائی کچھ دوسری میں کہ عَمرو نے، تو ایسے دانے کے اس حصے پر زید کا نام مع ولدیت لکھا ہوگا اور اس حصے پر عمرو کا۔ یوں ہی اگر وہ دانہ چار شخصوں میں منقسم ہوا تو چاروں نام درج ہوں گے اور بعض دانے یوں ہی ضائع ہو جاتے ہیں۔ ان پر کسی کا نام نہ ہوگا۔ فَسُبْحٰنَ الْقَدِیْرُ عَلٰی مَا یَشَآءُ عَزَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ (فتاویٰ اول صفحہ ۴۸۶)

احمد و محمد نام کے فضائل

کسی نے عرض کیا میرے بھتیجا پیدا ہوا ہے اس کا کوئی تاریخی نام تجویز فرما دیں۔ تو اعلیحضرت قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا:

تاریخی نام سے کیا فائدہ نام وہ ہوں جن کے احادیث میں فضائل آئے ہیں۔ میرے اور میرے بھائیوں کے جتنے لڑکے پیدا ہوئے میں نے سب کا نام محمد رکھا یہ اور بات ہے کہ یہی نام تاریخی بھی ہو جائے۔

(الملفوظ ج ۱ ص ۱۹۰)

محمد اور احمد ناموں کے فضائل میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

تَسَمَّوْا بِاِسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ[۱] میرے نام پاک پر نام رکھو میری کُنیت نہ رکھو

(۲) فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کے ہاں لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لئے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں گے۔ (ابن عساکر و حسین بن احمد)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں : روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کئے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ۔ عرض کریں گے الٰہی ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے۔ ہم نے تو کوئی خاص کام جنت کا نہ کیا۔ رب عزوجل فرمائے گا جنت میں جاؤ کہ

---

[۱] احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، معجم کبیر طبرانی ۔ یہ حکم کہ میرا نام رکھو، کنیت ابو القاسم نہ رکھو، صرف زمانۂ اقدس سے خاص تھا۔ اب علمائے کرام نے نام اور کنیت دونوں کی اجازت دی ہے۔ بلکہ یہ اجازت ایک حدیث شریف سے مستنبط ہے جو مشکوٰۃ ص ۴۰۷ پر درج ہے (نعمانی)

میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ
(حافظ ابو طاہر سلفی وابن کبیر)

یعنی جب کہ مومن ہو اور مومن عرفِ قرآن وحدیث وصحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہو۔ کما نص علیہ الائمہ فی التوضیح وغیرہ ورنہ بدمذہبوں کے لئے تو حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں۔ بدمذہب اگر حجرِ اسود ومقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر وطالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنم میں ڈالے (دارقطنی، ابن ماجہ، بیہقی وغیرہم)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا اپنے عزت وجلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔ (حلیۃ ابونعیم)

(۵) امیر المؤمنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس دسترخوان پر لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور ان میں کوئی محمد یا احمد نام کا ہو وہ لوگ ہر روز دوبار مقدس کیے جائیں گے (حافظ ابن کبیر) دیلمی، مسند ابوسعید نقاش، ابن عدی کامل)

حاصل یہ کہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو دن میں دو بار اس مکان میں رحمتِ الٰہی کا نزول ہو۔

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ تم میں کسی کو کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

(طبقات ابن سعد)

وَلِهٰذَا فقیر غَفَرَ اللّٰہُ تعالیٰ لَہٗ نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقے میں صرف محمد نام رکھا پھر نام اقدس کے حفظ و آداب اور باہم تمیز کے لیے عرف جدا مقرر کئے۔ بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کے یہاں پانچ محمد اب موجود ہیں۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب کوئی قوم کسی مشورے میں شریک نہ کریں ان سے لئے اس مشورے میں برکت نہ رکھی جائے۔ (طرائفی، ابن جوزی)

(۸) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے۔

(طبرانی، کبیر)

(۹) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو یا اس پر برائی کی دعا نہ کرو (حاکم مسند الفردوس تاریخ خطیب)

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو، نہ محروم کرو (مسند بزار)

بہتر یہ ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انہیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں (النور والضیاء از ص۱ تا ص۱۲ ملخصاً)

برکات نقشہ نعل پاک

مدینہ

علمائے کرام فرماتے ہیں :-

(۱) جس کے پاس یہ نقشۂ متبرک ہو ظلم ظالمین و شر شیاطین و چشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے۔

(۲) عورت دردزہ کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں لے آسانی ہو۔

(۳) جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہ حق میں معزز ہو۔

(۴) زیارت روضۂ مقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہو۔

(۵) جس لشکر میں ہو نہ بھاگے۔

(۶) جس قافلہ میں ہو نہ لٹے۔

(۷) جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے۔

(۸) جس مال میں ہو نہ چُرے۔

(۹) جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو۔

(۱۰) جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو۔

موضع درد و مرض پر رکھ کر اس سے شفائیں ملی ہیں، مہلک مصیبتوں میں اس سے توسل کر کے نجات و فلاح کی راہیں کھلی ہیں۔ اس باب میں حکایاتِ صلحاء و روایاتِ علماء بکثرت ہیں

(ابر الانوار فی اداب الآثار ص ۲۸، ۲۹ مطبوعہ مبارک پور)

غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی حرام ہے

مسلمان! اے مسلمان! شریعتِ مصطفوی کے تابعِ فرمان! جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عزّہ جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں اس کے غیر کے لئے سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مُہین و کفر مُبین اور سجدہ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین۔ اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین پیر و مزار کے لئے ہرگز ہرگز نہ جائز و مباح بلکہ حرام اور کبیرۂ فحشاء

(الزبدۃ الزکیۃ ص سمنانی کتب خانہ میرٹھ)

قبر کا بوسہ و طواف

بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طوافِ تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ

ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسۂ قبر میں علماء کو اختلاف اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیائے کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو یہی ادب ہے، پھر تقبیل (بوسہ دینا) کیونکر متصور ہے (احکام شریعت ص۳)

مسئلہ: (۱) بوسۂ قبر کا کیا حکم ہے (۲) قبر کا طواف کرنا کیسا ہے؟ (۳) قبر کس قدر بلند کرنی جائز ہے۔

الجواب (۱) بعض علماء اجازت دیتے ہیں مگر جمہور علماء مکروہ جانتے ہیں تو اس سے احتراز ہی چاہیے۔ اشعۃ اللمعات میں ہے:

مسح نکند قبر را بدست و بوسہ ندہد آں را	قبر کو ہاتھ سے مسح نہ کرے اور نہ اسکو بوسہ دے

مدارج النبوۃ میں ہے:

در بوسۂ قبر والدین روایت فقہی می کنند وصحیح آنست کہ لایجوز است	والدین کی قبر کے بوسہ کے سلسلے میں لوگ فقہی روایت کرتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں۔

(۲) بعض علماء نے اجازت دی مگر راجح یہ کہ ممنوع ہے۔ مولانا علی قاری منسک متوسط میں تحریر فرماتے ہیں:

الطوف من مختصات الکعبۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء	طواف کعبہ کی خصوصیات سے ہے اس لئے انبیاء اور اولیاء کے قبروں کے گرد طواف

کرنا حرام ہوگا۔

مگر اسے مطلقاً شرک ٹھہرا دینا جیسا کہ طائفہ وہابیہ کا مزعوم (خیال) ہے محض باطل و غلط اور شریعت مطہرہ پر افترا ہے۔

(۳) ایک بالشت یا کچھ زائد زیادہ فاحش بلندی مکروہ ہے الخ

(فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۱۸۰ - ۱۸۱ مطبوعہ مبارک پور)

قبر پر لوبان، اگربتی جلانے کا حکم

عود لوبان وغیرہ (مثلاً اگربتی) کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز (بچنا) چاہیے اگرچہ کسی برتن میں ہو، اور قریب قبر سلگانا اگر نہ کسی تالی (تلاوت کرنے والا) یا ذاکر زائر حاضر خواہ عنقریب آنے والے کے واسطے ہو بلکہ یوں کہ صرف قبر کے لئے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف و اضاعتِ مال ہے۔ میت صالح اس عرفے (دکھاوے) کے سبب جو اس کی قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی نعمتیں بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں دنیا کے اگر، لوبان سے غنی ہے اور معاذ اللہ جو دوسری حالت میں ہو (یعنی عذاب کی حالت میں) اسے اس سے انتفاع نہیں [1] (فتاوی افریقہ ص ، فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۱۴۱)

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ بلا وجہ اگربتی (لوبان) سلگانا اسراف ہے (نعمانی)

قبر پر چراغ جلانا

قبر پر چراغ جلانے سے اگر اس کے معنی حقیقی مراد ہیں یعنی خاص قبر پر چراغ رکھنا تو مطلقاً ممنوع ہے اور اولیائے کرام کے مزارات میں اور زیادہ ناجائز ہے کہ اس میں بے ادبی وگستاخی اور حق میت میں تصرف و دست اندازی ہے الخ

اور اگر قبر سے جدا روشن کریں اور وہاں نہ کوئی مسجد ہے نہ کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے لئے بیٹھتا ہے نہ وہ قبر سرِ راہ واقع ہے نہ کسی معظم ولی الدنیا عالم دین کا مزار ہے غرض کسی منفعت ومصلحت کی امید نہیں تو ایسا چراغ جلانا ممنوع ہے کہ جب مطلقاً فائدے سے خالی ہوا اسراف ہوا اور بحکم اصل دوم (جو کام دینی فائدے اور دنیوی نفع جائز دونوں سے خالی ہو عبث ہے اور عبث خود مکروہ اور اس میں مال صرف کرنا اسراف ہے الخ) ناجائز ٹھہرا خصوصاً جب کہ اس کے ساتھ یہ جاہلانہ زعم ہو کہ میت کو اس چراغ سے روشنی پہنچے گی ورنہ اندھیرے میں رہے گا کہ اب اسراف کے ساتھ اعتقاد بھی فاسد ہوا، والعیاذ باللہ تعالیٰ

اور اگر وہاں مسجد ہے یا تالیانِ قرآن (تلاوت کرنے والے) یا ذاکرنِ رحمٰن (ذکر کرنے والے) کے لئے روشن کریں یا قبر سرِ راہ ہو اور نیت یہ کی جائے کہ گزرنے والے دیکھیں اور سلام وایصال ثواب سے خود بھی نفع پائیں اور

میت کو بھی فائدہ پہنچائیں، یا وہ مزار ولی یا عالم دین کا ہے۔ روشنی سے نگاہِ عوام میں اس کا ادب و جلال پیدا کرنا مقصود ہے تو ہرگز ممنوع نہیں بلکہ مستحب و مندوب ہے بشرطیکہ حد افراط پر نہ ہو۔ اھ"

مزارات پر چادر

انہیں اصول سے مزارات اولیائے کرام پر چادر ڈالنے کا بھی جواز ثابت عوام میں قبور عامہ مسلمین کی حرمت باقی نہ رہی آنکھوں دیکھا ہے کہ بے تکلف ناپاک جوتے پہنے قبور مسلمین پر دوڑتے پھرتے ہیں، اور دل میں خیال بھی نہیں آتا کہ یہ کسی عزیز کی خاکِ عزیز زیر پا ہے یا کبھی ہمیں یوں ہی خاک میں سونا ہے اور بارہا دیکھا کہ جہال قبروں پر بیٹھ کر جوا کھیلتے فحش بکتے، قہقہے لگاتے ہیں اور بعض کی یہ جرأت کہ معاذ اللہ مسلمانوں کی قبر پر پیشاب کرنے میں باک نہیں رکھتے فانا للہ وانا الیہ راجعون

لہٰذا دردمندانِ دین نے ادھر مزاراتِ اولیائے کرام کو ان جرأتوں سے محفوظ رکھنے ادھر جاہلوں کو ان کے ساتھ گستاخی کی آفت عظیم سے بچانے کے لئے مصلحت و حاجت شرعیہ سمجھی کہ مزارات طیبہ عام قبور سے ممتاز رہیں تاکہ عوام کی نظر میں ہیبت و عظمت پیدا ہو اور ان کا نہ برتاؤ کرکے ہلاکت میں پڑنے سے باز رہیں۔ اس سے کم حاجت کے باعث علماء نے مصحف

شریف کو سونے وغیرہ سے مزین کرنا مستحسن سمجھا ہے کہ ظاہر بیں اسی ظاہری زینت سے جھکتے ہیں اور غور کیجئے تو پوشش کعبہ معظمہ میں بھی ایک بڑی حکمت یہی ہے تو یہاں رکہ نہ فقط قلت تعظیم بلکہ معاذ اللہ ان شدید بے حرمتیوں کا اندیشہ تھا، چادر ڈالنے روشنی کرنے، امتیاز دینے، قلوب عوام میں وقعت لانے کی سخت حاجت ہوئی۔

قبرِ مُسلم کا احترام

حدیث میں فرمایا: تلوار کی دھار پر پاؤں رکھنا مجھے اس سے آسان ہے کہ مسلمان کی قبر پہ پاؤں رکھوں، دوسری حدیث میں فرمایا اگر میں انگارے پر پاؤں رکھوں یہاں تک کہ وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہنچ جائے تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔ یہ وہ فرماتے ہیں کہ وہ واللہ اگر مسلمان کے سر اور سینے اور آنکھوں پر قدم اقدس رکھدیں تو اسے دونوں جہان کا چین بخشدیں۔ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فتح القدیر اور طحطاوی اور ردالمحتار میں ہے المرور فی سکۃ حادثۃ فی المقابر حرام۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکلا ہو اس میں چلنا حرام ہے کہ وہ ضرور قبروں پر ہوگا بخلاف راہ قدیم کے کہ قبریں اسے چھوڑ کر بنائی جاتی ہیں

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب قبرستان میں جوتا پہن کر نکلے فرمایا:

یا صاحب السبتیتین الق سبتیتیک	اے بال صاف کیے ہوئے جوتے والے
لاتوذ صاحب القبر ولا یوذیک	اپنے جوتے کو پھینک نہ تو صاحب قبر کو ستا نہ وہ تجھے ستائے (الملفوظ ص۴۲)

قبر پر نماز پڑھنا حرام۔ قبر کی طرف نماز پڑھنا حرام، قبر پر قدم رکھنا حرام، قبروں پر مسجد بنانا یا زراعت (کھیتی) وغیرہ کرنا حرام۔ (عرفان شریعت ص۱۸ ح۳)

محرم اور تعزیہ

عرض: تعزیہ داری میں لہو لعب سمجھ کر جائے تو کیسا ہے؟

ارشاد: نہیں چاہیے ناجائز کام میں جس طرح جان و مال سے مدد کرے گا یونہی سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا۔ ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ بندر نچانا حرام ہے اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے (دُرِ مختار و حاشیہ طحطاوی) میں ان مسائل کی تصریح ہے آج کل لوگ ان سے غافل ہیں متقی لوگ جن کو شریعت کی احتیاط ہے ناواقفی سے ریچھ، بندر کا تماشا یا مرغوں کی پالی دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے گنہگار ہوتے ہیں۔

حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر کوئی مجمع خیر کا ہو اور وہ نہ جاتے پایا اور

خبر ملنے پر اس نے افسوس کیا تو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا حاضرین کو اور اگر مجمع شر کا ہو اس نے اپنے نہ جانے پر افسوس کیا تو جو گناہ ان حاضرین پر ہو گا وہ اس پر بھی۔

عرض: محرم کی مجالس میں جو مرثیہ خوانی وغیرہ ہوتی ہے سننا چاہیے یا نہیں؟

ارشاد: مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی کتاب جو عربی میں ہے وہ یا حسن میاں مرحوم میرے بھائی کی کتاب "آئینۂ قیامت" میں صحیح روایات ہیں انہیں سننا چاہیے۔ باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور نہ سننا بہت بہتر ہے۔

عرض: اور ان مجالس میں رقت آنا کیسا؟

ارشاد: رقت آنے میں حرج نہیں۔ باقی رافضہ کی سی حالت بنانا جائز نہیں کہ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (جو کسی قوم سے مشابہت رکھے وہ انہیں میں سے ہے) نیز حق سبحانہٗ نے نعمتوں کے اعلان کو فرمایا اور مصیبت پر صبر کا حکم دیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ۱۲ ربیع الاول شریف یوم دوشنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف ہے تو ائمہ نے خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔ غم پروری کا حکم شریعت نہیں دیتی (عرفان شریعت ج ۲ ص ۹۲۔۹۱)

محرم الحرام میں مرثیہ خوانی کی مجلس میں شرکت جائز ہے یا نہیں اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

ناجائز ہے کہ وہ مناہی و منکرات (خلاف شرع باتوں) سے مملو (یعنی بھری ہوئی) ہوتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم (عرفان شریعت ص۱۶)

محرم کے کپڑے

ایام محرم میں یعنی پہلی محرم سے بارہویں تک تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں۔

(۱) سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔

(۲) اور سبز کہ مبتدعین یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے۔

(۳) اور سرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذاللہ اظہار مسرت کے لئے سرخ پہنتے ہیں (اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہٗ)

بہار شریعت حصہ شانزدہم ص۵۲

مطبوعہ لاہور شیخ غلام علی اینڈ سنز

عرس اور قوالی

خلاصہ سوال: عرس میں ڈھول اور سارنگی کے ساتھ قوالی کا کیا حکم ہے اور اس کے حاضرین گنہگار ہیں یا نہیں؟

الجواب: ایسی قوالی حرام ہے حاضرین سب گنہگار ہیں اور ان

سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پہ اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا۔ اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ اور قوالوں کے برابر جدا۔ اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا۔ یا اسی کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا۔ اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول اور سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا۔ پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا۔ وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے بجاتے لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا کما قال اللہ تعالیٰ

سوال قوی اخ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی کَانَ لَهٗ	جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے
مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ	اس کا اتباع کریں ان سب کے برابر ثواب
لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ	پائے اور اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ
شَیْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ	کمی نہ آئے اور جو کسی امر ضلالت کی طرف

كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا

بلائے جتنے اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف راہ نہ پائے

رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں از انجملہ اجل و اعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَيَكُوْنَنَّ فِيْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ حدیث جلیل متصل وقد اخرجہ ایضا احمد وابوداؤد وابن ماجۃ والاسمٰعیلی وابونعیم باسانید صحیحۃ لامطعن فیہا وصححہ جماعۃ اٰخرون من الائمۃ کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر فی کف الرعاع

ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو (یہ جلیل حدیث متصل ہے حضور تک) اور اس کی تخریج امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور اسمٰعیلی اور ابونعیم نے صحیح سندوں کے ساتھ کی ہے جس میں کوئی طعن کی جگہ نہیں۔ ائمہ کی دوسری جماعت نے بھی اس کو صحیح فرمایا ہے جیسا کہ حافظ امام ابن حجر نے فرمایا اپنی کتاب کف الرعاع میں۔ تعالیٰ

بعض جہال بدمست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی بادبدست

کر احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقع یا متشابہ پیش کرتے ہیں۔ انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل پھر کجا محرِّم[1] کجا مُبیح ہر طرح یہی واجب العمل اسی کو ترجیح۔ مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے، کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے، اقرار لاتے۔ یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں۔ اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں، پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبانِ خدا، اکابر سلسلۂ عالیہ چشت قُدِّسَتْ اَسرَارُھُم کے سر دھرتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں حالانکہ خود حضور محبوبِ الٰہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم "فوائد الفواد شریف" میں فرماتے ہیں:

مزامیر حرام است

مولانا فخر الدین زراوی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور محبوبِ الٰہی کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ "کشف القناع عن اصول السماع" تحریر فرمایا اس میں صاف ارشاد فرمایا کہ:

---

[1] محرِّم۔ حرام بتانے والا۔ مُبیح۔ جائز بتانے والا۔ نعمانی

اَمَّا سَمَاعُ مَشَائِخِنَا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی	ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم
عَنْھُمْ فَبَرِیٌٔ عَنْ ھٰذِہِ التُّھْمَۃِ	کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے
وَھُوَ مُجَرَّدُ صَوْتِ الْقَوَّالِ مَعَ	وہ صرف قوال کی آواز ہے۔ ان اشعار کے
الْاَشْعَارِ الْمُشْعِرَۃِ مِنْ کَمَالِ	ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے
صَنْعَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی	ہیں۔

للہ انصاف اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یا آج کل مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد، ظاہرۃ الفساد لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم (احکام شریعت ص ۲۹/۱ تا ۳۱ - سنّانی میرٹھ)

شادی کے لئے بھیک

آج اکثر لوگ بیٹی کے بیاہ کے لئے بھیک مانگتے ہیں اور اس سے مقصود رسوم مروجہ ہند کا پورا کرنا ہوتا ہے حالانکہ وہ رسمیں اصلاً حاجت شرعیہ نہیں تو ان کے لئے سوال حلال نہیں ہوسکتا۔ ہاں مسلمانوں کو مناسب ہے کہ حاجت مند بیٹی والے کی اعانت کریں، حدیث میں اس کی مدد کرنے سے قرض دینے کی طرف ارشاد ہوا ہے۔

بعضے بھیک مانگتے ہیں کہ حج کو جائیں گے یہ بھی حرام اور انہیں دینا بھی حرام کہ مَا حَرُمَ اَخْذُہٗ حَرُمَ اِعْطَاءُہٗ (جس کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام)

فقیر کو حج نفل ہے اور سوال نفل کے لئے حرام اختیار کرنا کس نے مانا۔
(احسن الوعاء ص ۱۳۲)

مسجد میں سوال

مسئلہ

مسجد میں سوال نہ کرے کہ حدیث میں اس سے ممانعت آئی اور اسے دینا بھی نہیں چاہئے کہ شنیع (بُرے) پر اعانت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے تو ستر اور درکار ہیں جو اس دینے کا کفارہ ہوں۔ کما فی الھندیۃ والحدیقۃ الندیۃ

اور اگر ایسی بے تمیزی سے سوال کرتا ہے کہ نمازیوں کے سامنے گزرتا یا بیٹھے ہوؤں کو پھاندکر جاتا ہے تو اسے دینا بالاتفاق ممنوع۔ وھو المختار علی ما فی الدر المختار من الحظر وقد جزم فی الصلوٰۃ باطلاق الحظر وعبر عن ھذا بقیل (احسن الوعاء ص ۱۳۲)

تندرست کا بھیک مانگنا

مسئلہ

قوی، تندرست، قابلِ کسب جو بھیک مانگتے پھرتے ہیں ان کو دینا گناہ ہے اور ان کا بھیک مانگنا حرام اور ان کو دینے میں حرام پر مدد۔ اگر لوگ نہ دیں تو جھک ماریں اور کوئی حلال پیشہ اختیار کریں۔ دُرِّ مختار میں ہے لایحل ان یسئل شیئًا من القوۃ من لہ قوۃ یومہ بالفعل او بالقوۃ

کالصحیح المکتسب وبا ثم معطیہ ان علم بحالہ لاعانۃ علی المحرم
یہ اصل کلی یاد رکھنے کی ہے کہ بہت جگہ کام دے گی (الکشف شافیا ص۹۸)

بعد وفات اولاد پر والدین کے حقوق

دریافت کیا گیا کہ والدین کے فوت ہو جانے کے بعد اولاد پر والدین کا کیا حق رہتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

(۱) سب سے پہلا حق بعد موت ان کے جنازے کی تجہیز غسل وکفن ونماز و دفن ہے اور ان کاموں میں سنن ومستحبات کی رعایت جس سے ان کے لئے ہر خوبی وبرکت ورحمت و وسعت کی امید ہو۔

(۲) ان کے لئے دعا واستغفار ہمیشہ کرتے رہنا۔ اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

(۳) صدقہ وخیرات، واعمال صالحات کا ثواب انہیں پہنچاتے رہنا حسبِ طاقت اس میں کمی نہ کرنا، اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھنا اپنے روزوں کے ساتھ ان کے واسطے بھی روزے رکھنا، بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انہیں اور سب مسلمانوں کو بخش دینا کہ ان سب کو ثواب پہنچ جائے گا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہو گی، بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔

(۴) ان پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اس کے ادا کرنے میں حد درجہ کی

جلدی کوشش کرنا۔ اور اپنے مال سے ان کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہان کی سعادت سمجھنا۔ آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں اور پھر باقی اہل خیر سے اس کی ادا میں امداد لینا۔

(۵) ان پر کوئی قرض رہ گیا تو بقدر قدرت اس کے ادا میں سعی بجا لانا، حج نہ کیا ہو تو خود ان کی طرف سے حج کرنا، حج بدل کرانا، زکوٰۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا تو اُسے ادا کرنا، نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا علیٰ ھٰذا القیاس ہر طرح ان کی برأت ذمہ میں جد وجہد کرنا۔

(۶) انہوں نے جو وصیت جائزہ و شرعیہ کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا اگرچہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو، اگرچہ اپنے نفس پر بار ہو مثلاً وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کے لئے کر گئے تو شرعاً تہائی مال سے زیادہ میں بے اجازت وارثان نافذ نہیں مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشی پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔۔

(۷) ان کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا، ماں باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائے گا یا فلاں سے نہ ملے گا یا فلاں کام کرے گا تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب وہ تو نہیں، ان کی قسم کا خیال نہیں، بلکہ اس کا ویسا ہی پابند رہنا جیسا ان کی حیات میں رہتا، جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ

ہو اور کچھ قسم ہی موقوف نہیں ہر طرح امور جائزہ میں بعد مرگ بھی ان کی رضی کا پابند رہنا۔

(۸) ہر جمعہ کو ان کی زیارت قبر کے لئے جانا۔ وہاں یٰسین شریف ایسی آواز سے کردہ سنیں پڑھنا، اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچانا راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے بے سلام و فاتحہ نہ گزرنا۔

(۹) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کئے جانا۔

(۱۰) ان کے دوستوں سے دوستی نباہنا ہمیشہ ان کا اعزاز و اکرام رکھنا۔

(۱۱) کبھی کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر انہیں برا نہ کہلوانا۔

(۱۲) سب میں سخت تر و عام تر، و مدام تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کرکے انہیں قبر میں ایذا نہ پہنچانا۔ اس کے سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہنچتی ہے۔ نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ فرحت سے چمکتا دمکتا رہتا ہے اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور ان کے قلب پر صدمہ ہوتا ہے ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ انہیں قبر میں رنج پہنچائے۔

اللہ غفور الرحیم، عزیز کریم، جلّ جلالہٗ صدقے اپنے حبیب رؤف و رحیم علیہ وعلی الہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے گناہوں سے بچائے ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور و سرور پہنچائے کہ وہ قادر ہے اور ہم عاجز، وہ غنی ہے اور ہم محتاج حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ (ا، وہ مر)

الحقوق لطرح العقوق ص۱۱ تا ص۱۳ خورد سائز مطبوعہ مکتبہ کلیمی کانپور و احکام شریعت حصہ اول ص۱۲ تا ص۲۰ سمنانی میرٹھ)

والدین پر اولاد کے حقوق

دینا

(۱) پیار میں چھوٹے لقب پر بے قدر نام نہ رکھے کہ پڑا ہوا نام مشکل سے چھوٹتا ہے۔

(۲) بچے کو پاک کمائی سے پاک روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عادت لاتا ہے۔

(۳) بہلانے کے لئے جھوٹا وعدہ نہ کرے۔ بلکہ بچہ سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کے پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔

(۴) زبان کھلتے ہی اللہ۔ اللہ پھر لا الٰہ الا اللہ پھر پورا کلمہ طیبہ سکھائے

(۵) لڑکے کو نیک صالح، متقی، صحیح العقیدہ و سن رسیدہ استاد کے سپرد کرے اور دختر کو نیک پارسا عورت سے پڑھوائے۔

(۶) بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔

(۷) عقائد اسلام و سنت سکھائے۔

(۸) حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان و عین ایمان ہے۔

(۹) سات برس کی عمر سے نماز کی تاکید شروع کرے جب دس برس کا ہو مار مار کر پڑھائے۔

(۱۰) علم دین خصوصاً وضو، غسل، نماز روزہ وغیرہ کے مسائل پڑھائے۔

(۱۱) پڑھانے سکھانے میں رفق و نرمی ملحوظ رکھے۔

(۱۲) موقع پر چشم نمائی (آنکھ دکھانا) تنبیہ تہدید کرے مگر کوسنا نہ کہ ان کا کوسنا ان کے لئے سبب اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ فسادہ کا اندیشہ

(۱۳) زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے مگر زنہار، بری صحبت میں نہ بیٹھنے دے۔

(۱۴) لڑکے کو لکھنا، پڑھنا، سپہ گری سکھلائے۔

(۱۵) لڑکی کو لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمالِ فتنہ ہے سینا پرونا کاتنا، کھانا پکانا سکھلائے اور سورۃ نور کی تعلیم دے۔

(۱۶) شادی برات میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے اگرچہ اپنے بھائی کے یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے۔ (از مشعلۃ الارشاد ملخصاً)

حقوقِ زوجین

بیوی کا حق شوہر پر : مرد پر عورت کا حق نان ونفقہ دینا رہنے کو مکان دینا، مہر وقت پر ادا کرنا، اس کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ رکھنا اسے

خلاف شرع باتوں سے بچانا قال اللہ تعالیٰ

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پ ۴ع ۱۴)

وقال اللہ تعالیٰ :-

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (پ ۲۸ع ۱۹) اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ (ترجمہ رضویہ)

شوہر کا حق بیوی پر :- اور عورت پر مرد کا حق خاص امور متعلقہ زوجیت میں اللہ و رسول کے بعد تمام حقوق کہ ماں باپ کے حق سے زائد ہے ان امور میں اس کے احکام کی اطاعت اس کے ناموس کی نگہداشت عورت پر فرض اہم ہے۔ بے اس کے اذن کے محارم کے سوا کہیں نہیں جا سکتی اور محارم کے یہاں بھی ماں باپ کے یہاں ہر آٹھویں دن بھی وہ صبح سے شام تک کے لیے۔ اور بہن، بھائی، چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کے یہاں سال بھر بعد اور شب کو کہیں نہیں جا سکتی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "اگر میں کسی غیرِ خدا کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

اور ایک حدیث میں ہے :- اگر شوہر کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہہ کر اس کی ایڑیوں تک جسم بھر گیا ہو اور عورت اپنی زبان سے چاٹ کر اسے صاف کرے تو اس کا حق ادا نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکامِ شریعت حصہ اول ص ۸۷)

دُعا اور اس کی مقبولیت

دیبلہ

سگانِ دنیا کے اُمیدواروں کو دیکھا جاتا ہے کہ تین تین برس تک امیدواری میں گزارتے ہیں، صبح و شام ان کے دروازوں پر دوڑتے ہیں اور وہ ہیں کہ رُخ نہیں ملاتے، بار نہیں دیتے جھڑکتے، دل تنگ ہوتے ناک بھوں چڑھاتے ہیں، امیدواری لگایا تو بیگار ڈالی یہ حضرت گرہ سے کھاتے گھر سے منگاتے بیکار بیگار کی بلا اٹھاتے ہیں اور وہاں برسیں گزریں ہنوز روزِ اول ہے مگر یہ نہ امید توڑیں نہ پیچھا چھوڑیں، اور احکم الحاکمین اکرم الاکرمین عزّ جلالہٗ کے دروازے پر اوّل تو آتا ہی کون ہے اور آئے بھی تو اکتاتے گھبراتے کل کا ہوتا آج ہو جائے ایک ہفتے کچھ پڑھتے گزرا اور شکایت ہونے لگی صاحب پڑھا تو کچھ اثر نہ ہوا یہ احمق اپنے لئے اجابت[1] کا دروازہ خود بند کر لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَالَمْ يَعْجَلْ	تمہاری دُعا قبول ہوتی ہے جب تک
يَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي	جلدی نہ کرو کہ میں نے دُعا کی تھی قبول نہ ہوئی

اور بعض تو اس پر ایسے جامے سے باہر ہو جاتے ہیں کہ اعمال و اَدعیہ کے اثر سے بے اعتقاد بلکہ اللہ عزّ وجلّ کے وعدہ و کرم سے بے اعتماد وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ الْكَرِيْمِ الْجَوَّادِ۔ ایسوں سے کہا جائے کہ اے بے حیا

[1] اجابت ۱۲

بے شرمو! ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالو اگر کوئی تمہارا برابر والا دوست تم سے ہزار بار کچھ کام اپنے کہے اور تم اس کا ایک کام نہ کرو تو اپنا کام اس سے کہتے ہوئے اول تو آپ لجاؤ گے کہ ہم نے تو اس کا کہنا کیا ہی نہیں اب کس منہ سے اس سے کام کو کہیں اور اگر غرض دیوانی ہوتی ہے کہہ بھی دیا اور اس نے نہ کیا تو اصلاً محلِ شکایت نہ جانو گے کہ ہم نے کب کیا تھا جو وہ کرتا اب جانچو کہ تم مالک علی الاطلاق عزّ جلالہٗ کے کتنے احکام بجا لاتے ہو اس کے حکم بجا نہ لانا اور اپنی درخواست کا خواہی نخواہی قبول چاہنا کیسی بے حیائی ہے۔

او احمق! پھر فرق دیکھ اپنے سر سے پاؤں تک نظرِ غور کر ایک ایک رونگٹے میں ہر وقت ہر آن کتنی کتنی ہزار بے شمار نعمتیں ہیں تو سوتا ہے اور اس کے معصوم بندے تیری حفاظت کو پہرہ دے رہے ہیں، تو گناہ کر رہا ہے اور سر سے پاؤں تک صحت، عافیت، بلاؤں سے محافظت، کھانے کا ہضم، فضلات کا دفع، خون کی روانی، اعضا میں طاقت، آنکھوں میں روشنی، بے حساب کرم بے مانگے بے چاہے تجھ پر اتر رہے ہیں پھر اگر تیری بعض خواہشیں عطا نہ ہوں کس منہ سے شکایت کرتا ہے تو کیا جانے کہ تیرے لئے بھلائی کاہے میں ہے! تو کیا جانے کہ کیسی سخت بلا آنے والی تھی کہ اس دعا نے (جس کے بارے میں تیرا گمان ہے کہ قبول نہ ہوئی) دفع کی۔ تو کیا

جانے کہ اس دعا کے عوض کیا ثواب تیرے لئے ذخیرہ ہو رہا ہے اس کا وعدہ سچا ہے اور قبول کی یہ تینوں صورتیں ہیں جن میں ہر پہلی پچھلی سے اعلیٰ ہے۔ ہاں بے اعتقادی آئی تو یقین جان کہ مارا گیا اور ابلیسِ لعین نے تجھے اپنا سا کرلیا وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالیٰ[1]

مقصدِ دعا

مدینہ

دعا میں صرف مدعا پر نظر نہ رکھے بلکہ نفس دعا کو صرف مقصود بالذات جانے کہ وہ خود عبادت بلکہ مغز عبادت ہے مقصد ملنا نہ ملنا درکنار لذت مناجات نقد وقت ہے والحمد للہ رب العالمین[2]

بد دعا اور کوسنا

مدینہ

اپنے اور اپنے احباب کے نفس واہل و مال وولد پر بد دعا نہ کرے کیا معلوم کہ وقتِ اجابت ہو اور بعد وقوعِ بلا پھر ندامت ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اپنی جانوں پر بد دعا نہ کرو اور اپنی اولاد پر بد دعا نہ کرو اور اپنے خادم پر بد دعا نہ کرو اور اپنے اموال پر بد دعا نہ کرو کہیں اجابت (قبول)

---

[1] ذیل المدعا لاحسن الوعاء ص ۳۰، ۳۲ مطبوعہ رضا بکڈپو بریلی [2] ایضاً ص ۲۷

کی گھڑی سے موافق نہ ہو (مسلم، ابوداؤد، ابن خزیمہ)

تین دُعائیں بیشک مقبول ہیں (۱) مظلوم کی دُعا، (۲) مُسافر کی دُعا، (۳) ماں باپ کا اپنی اولاد کو کوسنا۔ ترمذی شریف (حسن الو عاص ۹۲)

خود کردہ را علاجے نیست

(۱) بغیر کسی سخت مجبوری کے رات کو ایسے وقت گھر سے باہر نہ نکلے کہ لوگ سو گئے ہیں پاؤں کی پہچل راستوں سے موقوف ہو گئی ہو صحیح حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی کہ اس وقت بلائیں منتشر ہوتی ہیں۔

(۲) رات کو دروازہ کھلا نہ چھوڑے اور نہ بغیر بسم اللہ کہے بند کرے کہ شیطان اسے کھول سکتا ہے۔

(۳) کھانے سے ہاتھ دھوئے نہ سو رہے کہ شیطان چاٹتا ہے اور برص کا اندیشہ ہے۔

(۴) غسلخانہ میں پیشاب نہ کرے کہ اس سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔

(۵) چھجے کے قریب نہ سوئے اس حال میں کہ چھت پر روک نہ ہو گر پڑنے کا اندیشہ ہے۔

(۶) تنہا سفر نہ کرے کہ فساق (بُرے) انس و جن سے مضرت پہنچتی ہے اور ہر کام میں وقت پڑتی ہے۔

(۷) بوقتِ جماع (ہم بستری) شرمگاہِ زن کی طرف نگاہ نہ کرے کہ معاذ اللہ اپنے یا بچے یا دل کے اندھے ہونے کا باعث ہے اور نہ اس وقت باتیں کرے کہ بچے کے گونگے ہونے کا اندیشہ ہے۔

(۸) فاسقوں، فاجروں، بدوضعوں، بدمذہبوں کے پاس نشست و برخاست نہ کرے کہ اگر بالفرض صحبتِ بد کے اثر سے بچا تو متہم ضرور ہو جائے گا۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

دینہ

امر بالمعروف و عن المنکر نہ کرنا یعنی کسی جماعت میں کچھ لوگ اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتے ہوں دوسرے خاموش رہیں اور حتی المقدور انہیں باز نہ رکھیں، منع نہ کریں کہ ہر ایک کے اعمال اس کے ساتھ ہیں ہمیں روکنے منع کرنے سے کیا غرض تو جو بلا آئے گی اس میں نیکوں کی دعا بھی نہ سنی جائے گی کہ یہ خود امر و نہی چھوڑ کر تارکِ فرائض تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یا تو تم امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرو گے یا اللہ تعالیٰ تم پر تمہارے بدوں کو مسلط کرے گا، پھر نیک دعا کریں گے تو قبول نہ ہوگی۔ اخرجہ البزاز والطبرانی الاوسط عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن [لہ]

لہ ملخص از احسن الوعاء صـ ۶۶، صـ ۹۴، افاداتِ اعلیٰ حضرت قدس سرہ ۱۲

تنبیہ: کسی صورت میں دعا قبول نہ ہونا یقینی قطعی نہیں نہ اس سے یہ مراد کہ ایسی حالتوں میں دعا کو محض فضول و نامقبول جان کر باز رہیں حاشا (ہرگز نہیں) دعا سلاحِ اہلِ ایمان ہے۔ دعا جالبِ[۲] امن و امان ہے دعا نورِ زمین و آسمان ہے، دعا باعثِ رضائے رحمٰن ہے۔ بلکہ مقصود ان امور سے روکنا ہے کہ دعا و اجابت کے لئے سدِ باب ہوتے ہیں۔

تو ان سے بچنا لازم اور جس سے واقع ہولئے اگر منوز (ابھی) موجود ہیں تو ان کا ازالہ ضرور، جیسے مال حرام کہ جس سے لیا ہے واپس دے وہ نہ رہا اس کے وارث کو دے، یا ان سے معاف کرالے کوئی نہ ملے تو صدقہ کردے اور جو گزر چکے تو بہ و استغفار اور آئندہ کے لئے ترک اصرار کا عزم صحیح کرے۔ اس کی برکت ان کی نحوست کو زائل کردے گی اور دعا باذنہٖ تعالیٰ اپنا اثر دے گی و باللّٰہ التوفیق (احسن الوعاء صلا)

چند امراض نعمت ہیں

مدینہ

جسم کے حق میں کبھی کبھی ہلکا بخار، زکام، درد سر اور ان کے مثل ہلکے امراض بلا نہیں نعمت ہیں بلکہ ان کا نہ ہونا بلا ہے۔ مردانِ خدا (اللہ والوں) پر اگر چالیس دن گزریں کہ کوئی علت (مرض) قلت (نگی)

---

۲ کھینچنے والی ۱۲

نہ پہنچے تو استغفار و انابت (توجہ) فرماتے ہیں کہ مبادا باگ (لگام) ڈھیلی نہ کر دی گئی ہو (احسن الوعاء ص)

اسپرٹ کیا ہے؟

مدینہ

اس کے متعلق اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں اسپرٹ قطعاً شراب ہے۔ تیزی کے سبب قابل شراب نہ ہونا اسے شراب ہونے سے خارج نہیں کر سکتا بلکہ اس کی سمیت ہی غایت جوش و اشتداد و سکر و نشہ سے ہے۔ برانڈیاں کہ یورپ سے آتی ہیں اور ان کے نشہ کی قوتیں اس کے قطرات سے بڑھائی جاتی ہیں، فلاں قسم کے نوے قطروں میں اس کا ایک قطرہ ہی فلاں کے سو میں اور شرابیں پینے سے نشہ لاتی ہیں اور اسپرٹ صرف سونگھنے سے۔ تو وہ حرام بھی ہے اور پیشاب کی طرح نجاست غلیظہ بھی وکما ھو الصحیح المعتمد المفتی بہ (الکشف شافیاً ص ۹۰ مطبوعہ سعیدی رامپور)

بیعت کے معنی

مدینہ

بیعت کے معنی پورے طور سے بکنا، بیعت اس شخص سے کرنا چاہیئے جس میں یہ چار باتیں ہوں ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی، اولاً سنی صحیح العقیدہ ہو۔ ثانیاً کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلاکسی امداد کے اپنی ضرورت کے

مسائل کتاب سے خود نکال سکے۔ ثالثًا اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔ رابعًا فاسق معلن نہ ہو (یعنی علانیہ فسق وگناہ کرنے والا)

لوگ بیعت بطور رسم ہوتے ہیں بیعت کے معنی نہیں جانتے بیعت اسے کہتے کہ حضرت یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مُرید دریا میں ڈوب رہے تھے، حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں اس مُرید نے عرض کی کہ یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا۔ حضرت خضر غائب ہوگئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تجدید بیعت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں بھی تجدید بیعت ہوتی تھی۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی جہاد کو جاتے تھے پہلی بار فرمایا سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی، تھوڑی دیر بعد حضور نے فرمایا سلمہ تم بیعت نہ کروگے عرض کی حضور کر چکا ہوں فرمایا وایضًا پھر بھی انہوں نے

پھر بیعت کی آخر میں جب تمام حضرات بیعت سے فارغ ہوئے پھر ارشاد ہوا سلمہ تم بیعت نہ کروگے عرض کی یارسُولَ اللہ میں دوبارہ بیعت کر چکا ہوں فرمایا وایضًا، پھر بھی۔

غرض ایک جلسہ میں سلمہ سے تین بار بیعت لی' ان پر تاکید بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد کیا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے نزدیک کچھ نہ تھا۔ (کشکول فقیر قادری)

بیعت اور اس کے فوائد

دینلہ

بیعت کی بھی دو قسم ہے :-

اوّل : بیعت برکت کہ صرف تبرک کے لئے داخل سلسلہ ہوجانا، آج کل عام بیعتیں یہی ہیں وہ بھی نیک نیتوں کی' ورنہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراض فاسدہ کے لئے ہوتی ہے وہ خارج از بحث ہیں' اس بیعت کے لئے شیخ اتصال یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پُرنور سیدُالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہوجائے کہ شرائط اربعہ کا جامع ہو بس ہے[1]

---

[1] چاروں شرائط کا خلاصہ یہ ہے (۱) شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا ہو بیچ میں منقطع نہ ہو (۲) شیخ سُنّی صحیح العقیدہ ہو بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا (۳) عالم ہو (۴) فاسق معلن نہ ہو۔ (مقتبس از فتاوی افریقہ)

اقول : بیکار یہ بھی نہیں مفید اور بہت مفید اور دنیا و آخرت میں بکار آمد ہے۔ محبوبانِ خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا، ان سے سلسلہ متصل ہو جانا فی نفسہٖ سعادت ہے۔

اولاً : ان خاص خاص غلاموں، سالکانِ راہ سے اس امر میں مشابہت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں : مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے)

سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سُہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ "عَوَارِفُ الْمَعَارِف" شریف میں فرماتے ہیں :

وَاعْلَمْ اَنَّ الْخِرْقَةَ خِرْقَتَانِ خِرْقَةُ الْاِرَادَةِ وَخِرْقَةُ التَّبَرُّكِ وَالْاَصْلُ الَّذِیْ قَصَدَهُ الْمَشَائِخُ لِلْمُرِیْدِیْنَ خِرْقَةُ الْاِرَادَةِ وَخِرْقَةُ التَّبَرُّكِ تَشَبُّهٌ بِخِرْقَةِ الْاِرَادَةِ فَخِرْقَةُ الْاِرَادَةِ لِلْمُرِیْدِ الْحَقِیْقِیِّ وَخِرْقَةُ التَّبَرُّكِ لِلْمُتَشَبِّهِ وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ۔	یعنی واضح ہو کہ خرقے دو ہیں۔ خرقہ ارادت و خرقہ تبرک۔ مشائخ کا مریدوں سے اصل مطلوب خرقہ ارادت ہے اور خرقہ تبرک اس سے مشابہت ہے، تو حقیقی مرید کے لئے خرقہ ارادت ہے اور مشابہت چاہنے والے کے لئے خرقہ تبرک، اور جو کسی قوم سے مشابہت چاہے وہ انہیں میں ہے (ترجمہ از مرتب)

ثانیاً: ان غلامانِ خاص کے ساتھ ایک سلک میں منسلک ہونا ؎

بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان کا رب عزّوجلّ فرماتا ہے:

هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَىٰ بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ	وہ، وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا۔

ثالثاً: محبوبانِ خدا آیۂ رحمت رحمت کی نشانی ہیں وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے ہیں اور اس پر نظرِ رحمت رکھتے ہیں:

حضورِ پُرنور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی، اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور نہ اس نے حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کی ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار ہوگا۔ فرمایا

من انتمى الى وتسمى بى قبله	جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے
الله تعالىٰ وتاب عليه ان كان	اور اپنا نام میرے دفتر میں شامل
على سبيل مكروه وهو من ــــ	کرے اللہ اسے قبول فرمائے گا اور
ــــ جملة صحابى	ــــ اگر وہ کسی ناپسندیدہ
وان ربى عزوجل وعدنى ان	راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا اور وہ
يدخل صحابى واهل مذهبى	میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اور
وكل محب لى الجنة ۔	بیشک میرے رب عزّوجلّ نے مجھ سے

وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور
ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے
کو جنت میں داخل فرمائے گا۔
(بہجۃ الاسرار شریف)

دوم: بیعت ارادت کہ اپنے ارادہ و اختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ مرشد، ہادی برحق، واصل بحق کے ہاتھ میں بالکل سپرد کردے اسے مطلقاً اپنا حاکم و مالک و متصرف جانے اس کے چلانے پر راہ سلوک چلے کوئی قدم بے اس کی مرضی کے نہ رکھے اس کے لئے اس کے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام اگر اس کے نزدیک صحیح نہ معلوم ہوں، انہیں خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مثل سمجھے، اپنی عقل کا قصور جانے اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے، اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے غرض اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے یہ بیعت سالکین ہے اور یہی مقصود مشائخ مرشدین ہے یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے۔ یہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لی ہے جسے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

بایعنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وان	ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری ہر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت

لَا تُنَازِعُ الْاَمْرَ اَهْلَہٗ ؕ کریں گے اور صاحب حکم کے کسی کام میں چون وچرا نہ کریں گے۔

شیخ ہادی کا حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے اور رسول کا حکم اللہ کا حکم اور اللہ کے حکم میں مجال دم زدن نہیں اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ؕ کسی مسلمان مرد وعورت کو نہیں پہنچتا کہ جب اللہ ورسول کسی معاملہ میں کچھ فرمائیں پھر انہیں اپنے کام کا کوئی اختیار رہے اور جو اللہ ورسول کی نافرمانی کرے وہ کھلا گمراہ ہوا (پ ۲۲ ع ۲)

عوارف شریف میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں :-

شیخ کے زیر حکم ہونا اللہ ورسول کے زیر حکم ہونا ہے اور اس بیعت کی سنّت کا زندہ کرنا، یہ نہیں ہوتا مگر اس مرید کے لئے جس نے اپنی جان کو شیخ کی قید میں کر دیا اور اپنے ارادے سے بالکل باہر آیا، اپنا اختیار چھوڑ کر شیخ میں فنا ہو گیا۔

پھر فرمایا :- "پیروں پر اعتراض سے بچے کہ یہ مریدوں کے لئے زہر قاتل ہے۔کم کوئی مرید ہو گا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فلاح پائے۔

شیخ کے تصرفات سے جو کچھ اسے صحیح نہ معلوم ہوتے ہوں ان میں خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات یاد کرے۔ کیونکہ ان سے وہ باتیں صادر ہوتی تھیں بظاہر جن پر سخت اعتراض تھا جیسے مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کر دینا بے گناہ بچے کو قتل کر دینا، پھر جب وہ اس کی وجہ بتاتے تھے ظاہر ہو جاتا تھا کہ حق یہی تھا جو انہوں نے کیا۔ یونہی مرید کو یقین رکھنا چاہیے کہ شیخ کا جو فعل مجھے صحیح نہیں معلوم ہوتا شیخ کے پاس اس کی صحت پر دلیل قطعی ہے۔

حضرت امام ابو القاسم قشیری "رسالہ" میں فرماتے ہیں حضرت ابو سہل صعلوکی نے فرمایا مَنْ قَالَ لِاُسْتَاذِہٖ لِمَ لَا یُفْلِحُ اَبَدًا۔ جو اپنے پیر سے کسی بات میں "کیوں" کہے گا کبھی فلاح نہ پائے گا فَنَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ

(فتاوی افریقہ ص۱۳۳ ۔ ص۱۳۷)

شجرہ خوانی کے فوائد

شجرہ خوانی سے متعدد فوائد ہیں:

اول[1]: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ۔

دوم[2]: صالحین کا ذکر کہ موجب نزول رحمت ہے۔

سوم[3]: نام بنام اپنے آقایانِ نعمت کو ایصالِ ثواب کہ ان کی بارگاہ سے

موجب نظر عنایت ہے۔

چہارم: جب یہ اوقات سلامت میں ان کا نام لیوا ہے گا وہ بزرگان سلسلہ اوقات مصیبت میں اس کے دستگیر ہوں گے الخ

(احکام شریعت اول ص۸۰ مطبوعہ سمنانی کتب خانہ میرٹھ)

شریعت وطریقت

(۱) یہ قول کہ شریعت چند احکام فرض وواجب وحلال وحرام کا نام ہے محض اندھا پن ہے۔ شریعت تمام احکام جسم وجان وروح وقلب وجملہ علوم الہیہ ومعارف نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ٹکڑے کا نام طریقت ومعرفت ہے۔ ولہٰذا باجماع قطعی جملہ اولیائے کرام تمام حقائق کو شریعت مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے اگر شریعت کے مطابق ہوں حق ومقبول ہیں ورنہ مردود ومخذول۔ تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے شریعت ہی مناط ومدار ہے شریعت راہ کو کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلاۃ والتحیہ) کا ترجمہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ۔ یہ قطعاً عام ومطلق ہے نہ کہ صرف چند احکام جسمانی سے خاص۔ یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر ثبات واستقامت کی دعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہم کو محمد صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ پر چلا ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ ۔

عبداللہ ابن عباس و امام ابوالعالیہ و امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ۔

اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصاحبا (حاکم، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن عدی، ابن عساکر)

صراط مستقیم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق و عمر فاروق ہیں ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

یہی وہ راہ ہے جس کا منتہیٰ اللہ ہے ۔ قرآن عظیم میں فرمایا ہے اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ بیشک اس سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے ، یہی وہ راہ ہے جس کا مخالف بددین گمراہ ، قرآن عظیم نے فرمایا :-

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (پ ۸ ع ۷)

(شروع رکوع سے احکام شریعت بیان کرکے فرماتا ہے) اور اے محبوب تم فرما دو کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ وہ تمہیں خدا کی راہ سے جدا کر دینگے ۔ اللہ تمہیں اس کی تاکید فرماتا ہے تاکہ تم پرہیزگاری کرو ۔

دیکھو قرآن عظیم نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس
سے وصول الی اللہ (خدا تک پہنچنا) ہے اور اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ
کی راہ سے دور پڑے گا۔

(۲) کسی کا یہ قول کہ طریقت نام ہے وصول الی اللہ کا، محض جنون و
جہالت ہے۔ ہر دو حرف پڑھا ہوا جانتا ہے کہ طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے
ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو؛ تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے اب اگر وہ شریعت
سے جدا ہو تو بشہادت قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک، جنت
میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں۔

(۳) طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا
صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شرع بڑے بڑے کشف راہبوں، جوگیوں، سناسیوں
کو ہوتے ہیں پھر وہ کہاں لے جاتے ہیں اسی نارِ جحیم و عذابِ الیم تک پہنچاتے ہیں۔

(۴) شریعت منبع ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا۔ بلکہ
شریعت اس مثال سے بھی متعالی (بلند) ہے، منبع سے پانی نکل کر دریا بن کر
جن زمینوں پر گزرے انہیں سیراب کرنے میں اسے منبع کی احتیاج (ضرورت)
نہیں نہ اس سے نفع لینے والوں کو اصل منبع کی اس وقت حاجت، مگر شریعت
وہ منبع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے دریا یعنی طریقت کو ہر آن اس کی احتیاج ہے
منبع سے اس کا تعلق ٹوٹے تو یہی نہیں کہ صرف آئندہ کے لئے مدد موقوف

ہو جائے۔ فی الحال جتنا پانی آ چکا ہے۔ چند روز تک پینے نہانے کھیتیاں باغات سینچنے کا کام دے۔ نہیں نہیں منبع سے تعلق ٹوٹتے ہی یہ دریا فوراً فنا ہو جائے۔ بوند تو بوند نم کا نام نظر نہ آئے گا۔ نہیں نہیں میں نے غلطی کی کاش اتنا ہی ہوتا کہ دریا سوکھ گیا، پانی معدوم ہوا، باغ سوکھے کھیت مرجھائے، آدمی پیاسے تڑپ رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہاں اس مبارک منبع سے تعلق چھوٹتے ہی یہ تمام دریا وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ہو کر شعلہ فشاں آگ ہو جاتا ہے جس کے شعلوں سے کہیں پناہ نہیں پھر کاش وہ شعلے ظاہری آنکھوں سے سوجھتے تو جو تعلق توڑنے والے جلے خاک سیاہ ہوئے تھے اتنے ہی جل کر باقی بچ جاتے کہ ان کا یہ بدانجام دیکھ کر عبرت پاتے مگر نہیں وہ تو نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ ہے۔ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ کہ دلوں پر چڑھتی ہے۔ اندر سے دل جل گئے۔ ایمان خاک سیاہ ہوا اور ظاہر میں وہی پانی نظر آ رہا ہے۔ دیکھنے میں دریا باطن میں آگ کا دہرا۔ آہ آہ آہ کہ اس پردے نے لاکھوں کو ہلاک کیا لہٰذا شریعت منبع و دریا کی مثال سے بھی نہایت متعالی ہے۔ وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی۔

(۵) شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس ایک ایک پل ایک ایک لمحہ پر مرتے دم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ کہ راہ جس قدر باریک اسی قدر ہادی کی زیادہ حاجت ولہٰذا حدیث

میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

اَلْمُتَعَبِّدُ بِغَيْرِ فِقْهٍ كَالْحِمَارِ فِي الطَّاحُونِ۔	بغیر فقہ کے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسا چکی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے
(ابو نعیم فی الحلیۃ)	اور نفع کچھ نہیں ۔

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں :

قصم ظهری اثنان جاهل متنسك وعالم متهتك	دو شخصوں نے میری پیٹھ توڑ دی یعنی وہ بلائے بے درماں ہیں، جاہل عابد و عالم کہ علانیہ بیباکانہ گناہوں کا ارتکاب کرے

(مقال عرفا باعزاز شرع وعلماء اقتباس از صـ۳ تا ۸ مطبوعہ عثمانی میرٹھ)

شریعت و طریقت دو راہیں متباین (مختلف) نہیں بلکہ بے اتباع شریعت خدا تک وصول (پہنچنا) محال نہ بندہ کسی وقت کیسی ہی ریاضیات و مجاہدات بجا لائے اس رتبہ تک پہنچے کہ تکالیف[1] شرع اس سے ساقط ہو جائیں اور اسے اسپ[2] بے لگام و شتر[3] بے زمام کر کے چھوڑ دیا جائے ۔

صوفی وہ ہے کہ اپنے ہوا (خواہش نفسانی) کو تابع شرع کرے نہ وہ کہ ہوا کی خاطر شرع سے دست بردار ہو ۔ شریعت غذا ہے اور طریقت قوت جب غذا ترک کی جائے گی قوت آپ زوال پائے گی ۔ شریعت آئینہ اور

---

[1] شرعی پابندیاں [2] بے لگام گھوڑا [3] او ربے نکیل کا اونٹ ۱۲ (نعمانی)

طریقت نظر۔ آنکھ پھوٹ کر نظر رہنا غیر متصور، بعد از وصول اگر اتباع شریعت سے بے پروائی ہوتی تو سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور امام الواصلین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس کے ساتھ احق (زیادہ حقدار) ہوتے نہیں بلکہ جس قدر قرب زیادہ ہوتا ہے شرع کی باگیں (لگام) اور سخت ہوتی جاتی ہیں۔ حسنات الابرار سیأت المقربین

(اعتقاد الاحباب ص۲۷ مطبوعہ ادارہ اشاعت رضا، بریلی شریف)

بے علم صوفی

اولیائے کرام فرماتے ہیں" صوفی جاہل شیطان کا مسخرہ ہے" اس لئے حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَقِیْہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ (ترمذی، ابن ماجہ)

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

بے علم مجاہدہ والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے، منہ میں لگام ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا وہ اپنے جی میں سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔

حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میرے پیر حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ نے مجھے دعا دی۔

لہ پہنچنے کے بعد ۱۲

جعلک اللہ صاحب حدیث صوفیا ولا جعلک صوفیا صاحب حدیث (احیاء العلوم جلد اول ص۱۳)

اللہ تمہیں حدیث داں کر کے صوفی بنائے اور حدیث داں ہونے سے پہلے تمہیں صوفی نہ کرے۔

حضرت امام غزالی اس کی شرح میں فرماتے ہیں :

اشار الی ان من حصل الحدیث والعلم ثم تصوف افلح ومن تصوف قبل العلم خاطر بنفسہ (احیاء ص۱۳)

حضرت سری سقطی نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ جس نے پہلے حدیث وعلم حاصل کر کے تصوف میں قدم رکھا وہ فلاح کو پہنچا اور جس نے علم حاصل کرنے سے پہلے صوفی بننا چاہا اس نے اپنے کو ہلاکت میں ڈالا۔ (والعیاذ باللہ)

حضرت سیدی ابو القاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؛

من لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث لا یقتدی بہ فی ھذا الامر لان علمنا ھذا مقید بالکتاب والسنۃ (رسالہ قشیریہ مطبوعہ مصر ص۲۴)

جس نے نہ قرآن یاد کیا نہ حدیث لکھی یعنی جو علم شریعت سے آگاہ نہیں دربارۂ طریقت اس کی اقتدا نہ کریں اسے اپنا پیر نہ بنائیں کہ ہمارا یہ علم طریقت بالکل کتاب و سنت کا پابند ہے۔

حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؛-

تصوف تین وصفوں کا نام ہے۔ اول یہ کہ اس کا نورِ معرفت اس کے

نور ورع[1] کو نہ بجھائے، دوسرے یہ کہ باطن سے کسی ایسے علم میں بات نہ کرے جو ظاہر قرآن یا ظاہر حدیث کے خلاف ہو، تیسرے یہ کہ کرامتیں اسے ان چیزوں کی پردہ دری پر نہ لائیں جو اللہ تعالےٰ نے حرام فرمائیں (رسالۂ قشیریہ صفحہ ۱۴)

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:

کل حقیقة ردتها الشریعة	جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے
فهی الزندقة (عوارف المعارف	وہ حقیقت نہیں بے دینی ہے۔

جلد اول صفحہ ۴۳) (مقال عرفا ص ۱۶-۱۷-۲۰-۲۲)

درود شریف میں اختصار

مدینہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ صلعم لکھنا سخت ناجائز ہے) یہ بلا عوام تو عوام سہ صدی کے بڑے بڑے اکابر وفحول کہلانے والوں میں پھیلی ہوئی ہے کوئی صلعم لکھتا ہے کوئی صللم، کوئی فقط ص کوئی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدلے عم یا ع م ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک سکنڈ وقت بچانے کے لئے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑتے اور محرومی و بے نصیبی کا ڈانڈا پکڑتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ پہلا وہ شخص جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا ہے کا ہاتھ کاٹا گیا۔

---

[1] پرہیزگاری ۱۲

علامہ سید طحطاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول ہے۔

مَنْ کَتَبَ عَلَیْہِ السَّلَام بِالْھَمْزَۃِ وَ الْمِیْمِ یَکْفُرُ لِاَنَّہٗ تَخْفِیْفٌ وَتَخْفِیْفُ الْاَنْبِیَاءِ کُفْرٌ بِلَا شَکٍّ الخ

یعنی کسی نبی کے نام پاک کے ساتھ درود و سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہوجاتا ہے کہ یہ ہلکا کرنا ہوا اور معاملہ شان انبیاء سے متعلق ہے اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان کا ہلکا کرنا ضرور کفر ہے

شک نہیں کہ اگر معاذ اللہ قصداً استخفاف شان ہو تو قطعاً کفر ہے حکم مذکور اسی صورت کے لئے ہے۔ یہ لوگ صرف کسل، کاہلی، نادانی، جاہلی سے ایسا کرتے ہیں تو ہی حکم کے مستحق نہیں مگر بے برکتی، کمبختی، زبوں قسمتی میں شک نہیں۔

اقول: ظاہر ہے کہ القلم احد اللسانین قلم بھی ایک زبان ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ مہمل بے معنی صلعم لکھنا ایسا ہے کہ نام اقدس کے ساتھ درود شریف کے بدلے یونہی کچھ اَلَم غَلَم بکنا۔ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے۔

فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَھُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ (پ۱ع۶)

جس بات کا حکم ہوا تھا۔ ظالموں نے اسے بدل کر اور کچھ کر لیا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کے فسق کا۔

وہاں بنی اسرائیل کو فرمایا گیا تھا تو لو احِطّۃ یوں کہو کہ ہمارے گناہ اتریں انہوں نے کہا حِنطۃ ہمیں گیہوں ملے۔ یہ لفظ بامعنی تو تھا اور اب بھی

ایک نعمتِ الٰہیہ کا ذکر تھا، مگر محض اس تبدیلی کی وجہ سے نزول عذاب ہوا یہاں حکم یہ ہوا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ ۲۲ ع ۴)

اے ایمان والو اپنے نبی پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ ابدا۔

اور یہ حکم وجوباً خواہ استحباباً ہر بار نام اقدس سننے یا زبان سے لینے یا قلم سے لکھتے پر ہے۔ تحریر میں اس کی بجا آوری نام اقدس کے ساتھ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لکھنے میں تھی اسے بدل کر صلعم، صللم، ص، ع، م کر لیا جو کچھ معنی ہی نہیں رکھتا کیا اس پر نزول عذاب کا خوف نہیں کرتے، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

یہ تو محلِ درود ہے جس کی عظمت اس حد پر ہے کہ اس کی تخفیف میں پہلوئے کفر موجود ہے، اس سے اتر کر صحابہ و اولیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے اسمائے طیبہ کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جگہ رض لکھنے کو علمائے کرام نے مکروہ و باعث محرومی بتایا۔ سید علامہ طحطاوی فرماتے ہیں:۔

يُكْرَهُ الرَّمْزُ بِالتَّرَضِّي بِالْكِتَابَةِ بَلْ يَكْتُبُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ بِكَمَالِهٖ

لکھنے میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اختصار کرنا مکروہ ہے بلکہ پورا لکھے۔

امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں:۔

وَمَنْ اَغْفَلَ هٰذَا بِجُرْمٍ خَیْرًا عَظِیْمًا وَفُوِّتَ فَضْلًا جَسِیْمًا

جو اس سے غافل ہوا خیر عظیم سے رہا اور بڑا فضل اس سے فوت ہوا۔

(والعیاذ باللہ تعالیٰ)

یونہی قُدِّسَ سِرُّہٗ یا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ "ق" یا "رح" لکھنا حماقت وحرمانِ برکت ہے ایسی باتوں سے احتراز چاہیے۔ اللہ تعالیٰ توفیق خیر عطا فرمائے آمین (فتاویٰ افریقہ ص۴۵-۴۶ رضوی پریس بریلی)

نشانِ سجدہ

مدینہ

اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ دکھاوے کے لئے قصداً یہ نشان پیدا کرنا حرام قطعی وگناہ کبیرہ ہے اور وہ نشان معاذ اللہ اس کے استحقاق جہنم کا نشان ہے جب تک توبہ نہ کرے اور اگر یہ نشان کثرۃ سجود سے پڑ گیا تو وہ سجدے اگر ریائی تھے تو فاعل رسجدہ کرنے والا جہنمی اور یہ نشان اگرچہ خود جرم نہیں مگر جرم سے پیدا ہوا، لہذا اسی نار یت کی نشانی اور اگر وہ سجدے خالصاً لوجہ اللہ تھے مگر یہ اس نشان پڑنے سے خوش ہوا کہ لوگ مجھے عابد ساجد جانیں گے تو اب ریا آگیا اور یہ نشان اس کے حق میں مذموم ہوگیا۔ اور اگر اسے اس کی طرف کچھ التفات نہیں تو یہ نشان لشان محمود[1] ہے اور ایک جماعت کے نزدیک آیۃ کریمہ سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِنْ اَثَرِ

---

[1] پسندیدہ ۱۲

السُّجُوْد پ ۲۶ ع ۱۲) میں اس کی تعریف موجود ہے اُمید ہے کہ قبر میں ملائکہ کے لئے اس کے ایمان و نماز کی نشانی ہو اور روزِ قیامت یہ نشان آفتاب سے زیادہ نورانی ہو۔ جبکہ عقیدہ مطابق اہلِ سنّت وجماعت صحیح وحقانی ہو ورنہ بددین گمراہ کی کسی عبادت پر نظر نہیں ہوتی جیسا کہ ابن ماجہ وغیرہ کی احادیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔ یہی وہ دھبہ ہے جسے خارجیوں کی علامت کہا گیا ہے۔

بالجملہ: بدمذہب کا دھبہ مذموم رہا، اور سنی میں دونوں احتمال ہیں ریا ہو تو مذموم ورنہ محمود اور کسی سُنّی پر ریا کی تہمت تراش لینا اس سے زیادہ مذموم ومردود کہ بدگمانی سے بڑھ کر کوئی بات جھوٹی نہیں۔

قال سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ افریقہ ۱۰۱)

بدعت کیا ہے؟

مسلمان یہ فائدہ جلیلہ خوب یاد رکھیں کہ بات بات پر وہابیہ مخذولین کے اُلٹے مطالبوں سے بچیں ان خبثاء کی بڑی دوڑ یہی ہے کہ فلاں کام بدعت ہے حادث نیا ہے، اگلوں سے ثابت نہیں اس کا ثبوت لاؤ، سب کا جواب یہی ہے کہ تم اندھے ہو اور اوندھے ہو دو باتوں میں سے ایک کا ثبوت تمہارے ذمّے ہے:

یا تو یہ کہ فی نفسہ اس کام میں شر وبرائی ہے یا یہ کہ شرع مطہر

نے اسے منع فرمایا ہے:

جب نہ شرع سے منع نہ کام میں شر تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ قرآن عظیم کے ارشاد سے جائز۔ دارقطنی (محدث) نے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْھَا	بیشک اللہ عزوجل نے کچھ باتیں فرض کی ہیں
وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَھِکُوْھَا وَحَدَّدَ	انہیں نہ چھوڑو اور کچھ حرام فرمائیں ان پر جرأت
حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْھَا وَسَکَتَ عَنْ	نہ کرو اور کچھ حدیں باندھیں ان سے نہ بڑھو
اَشْیَاءَ مِنْ غَیْرِ نِسْیَانٍ فَلَا	اور کچھ چیزوں کا کوئی حکم قصداً ذکر نہ فرمایا
تَبْحَثُوْا عَنْھَا۔	اُن کی تفتیش نہ کرو۔

بخاری و مسلم میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِیْنَ فِی الْمُسْلِمِیْنَ	مسلمانوں میں سب سے بڑا مسلمانوں کے حق میں
جُرْمًا مَنْ سَئَلَ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یُحَرَّمْ	مجرم وہ ہے جس نے کوئی بات پوچھی اس کے
عَلَی النَّاسِ فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْئَلَتِہٖ	پوچھنے پر حرام فرما دی گئی۔

یعنی نہ پوچھتا تو اس بنا پر کہ شریعت میں اس کا ذکر نہ آیا جائز رہتی اس نے پوچھ کر ناجائز کرائی اور مسلمانوں پر تنگی کی۔

ترمذی و ابن ماجہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ	جو کچھ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال

وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِہٖ وَمَا سَکَتَ عَنْہُ فَھُوَ مِمَّا عَفَا عَنْہُ

فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ حرام فرمایا ہے وہ حرام ہے اور جس کا ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔

اور فرماتا ہے اللہ عزَّ وجلَّ :

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْھَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَکُمْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھَا وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ (پ ۷ ع ۴)

اے ایمان والو! نہ پوچھو وہ باتیں کہ ان کا حکم تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں برا لگے اور اگر اس زمانے میں پوچھو گے جبتک قرآن اتر رہا ہے تو تم پر کھول دیا جائے گا اللہ انہیں معاف کر چکا ہے۔ اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

یہ آیۃ کریمہ ان تمام حدیثوں کی تصدیق اور صاف ارشاد ہے کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے جبتک کلام مجید اتر رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاکر نہ ہو کہ کوئی پوچھتا اس کے سوال کی شامت سے منع فرمادی جاتی۔ اب کہ قرآن حکیم اتر چکا، دین کامل ہولیا، اب کوئی حکم نیا آنے کو نہ رہا جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ منع کیا ان کی معافی مقرر ہو چکی جس میں اب تبدیل نہ ہوگی۔ (فتاویٰ افریقہ صہ ۹۹ و صہ ۱۰۰)

جن سے غیب دریافت کرنا منع ہے

زینہ

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فتوحات میں فرماتے ہیں جن کی صحبت سے آدمی متکبر ہو جاتا ہے اور متکبر کا ٹھکانا جہنم۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

(جن سے) اگر ایسا حال دریافت کرتا ہے جو ان سے تعلق رکھتا ہے، یا حال کا واقعہ ہے جسے وہ جاکر معلوم کر سکتے ہیں، غرض ایسی بات کہ ان کے حق میں غیب نہیں تو جائز، اور اگر غیب کی وہ بات ان سے دریافت کرنی ہو جیسے بہت لوگ حاضرات کرکے موکلات جن سے پوچھتے ہیں فلاں مقدمہ میں کیا ہوگا، فلاں کام کا انجام کیا ہوگا یہ حرام اور کہانت کا شعبہ بلکہ اس سے بدتر۔

زمانہ کہانت میں جن آسمانوں تک جاتے اور ملائکہ کی باتیں سنا کرتے ان کو جو کام پہنچے ہوتے اور وہ آپس میں تذکرہ کرتے یہ (جن) چوری سے سن آتے اور سچ میں دل سے جھوٹ ملا کر کاہنوں سے کہہ دیتے جتنی بات سچی تھی واقع ہوتی۔ زمانۂ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا دروازہ بند ہوگیا۔ آسمانوں پر پہرے بیٹھ گئے اب جن کی طاقت نہیں کہ سنتے جائیں جو جاتا ہے ملائکہ اس پر شہاب (چنگاری) مارتے ہیں، جن کا بیان سورۂ جن شریف میں ہے تو اب جن غیب سے نرے جاہل ہیں ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر ہے مسند احمد و سنن اربعہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

مَنْ اَتٰی کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ	جو کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات
اَوْ اَتٰی اِمْرَاَةً حَائِضًا اَوْ اَتٰی	سچی سمجھے یا حالت حیض میں عورت سے قربت

امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ — رے یا دوسری طرف دخول کرے وہ بیزار ہوا
مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ — اس چیز سے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ — اتاری گئی۔

مسند احمد و صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ — جو کسی غیب گو کے پاس جا کر اس سے غیب کی کوئی
لَمْ تُقْبَلْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً — بات پوچھے چالیس دن اس کی نماز قبول نہ ہو۔

اور مسند بزار میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :-

مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا — جو کسی غیب گو یا کاہن کے پاس جائے اور اس کی
يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ — بات کو سچ اعتقاد کرے وہ کافر ہوا اس چیز سے
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — جو اتاری گئی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔

معجم کبیر طبرانی میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :-

مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ — جو کسی کاہن کے پاس جا کر اس سے کچھ پوچھے
حُجِبَتْ عَنْهُ التَّوْبَةُ أَرْبَعِيْنَ — اسے چالیس دن توبہ نصیب نہ ہو اور اگر
لَيْلَةً فَإِنْ صَدَّقَهُ بِمَا قَالَ كَفَرَ — اس کی بات پر یقین رکھے تو کافر ہے۔

جن سے سوال غیب بھی اسی میں داخل ہے۔ (فتاویٰ افریقہ ص۱۶۲ ص۱۶۳)

انگوٹھی کس طرح کی جائز ہے

دینہ

چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی مرد کو پہننا جائز ہے اور دو انگوٹھیاں، یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ خواہ زائد چاندی کی اور سونے، کانسے، پیتل، لوہے، تانبے کی مطلقاً ناجائز ہے۔ گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں منع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (احکام شریعت صفحہ ۳۰ حصہ اول)

آخری چہار شنبہ کی حقیقت آخری بدھ

دینہ

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحت یابی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت! بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے آخر اربعاء من الشہر یوم نحس مستمر اور مروی ہوا ابتدائے ابتلائے سیدنا ایوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والتسلیم اسی دن تھی۔

اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضاعت مال ہے۔ بہرحال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں۔ (احکام شریعت صفحہ ۱۴۳ ج ۲)

نرمی اور سختی

مدینہ

دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے اگر اس شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہیں ہوتی جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں یہ جو وہابیت میں پڑے ہیں ان سے بھی ابتداءً بہت نرمی کی گئی، مگر چونکہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہو گئی تھی اور مصداق ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ (پھر نہیں لوٹیں گے) ہو چکے تھے اس لئے نہ مانا، اس وقت سختی کی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ (پ ۱۰ ع ۱۶) (اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو) اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے۔ وَلْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً (لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں) الملفوظ

کالا خضاب

مدینہ

عرض: خضاب سیاہ اگر وسمہ[1] سے ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: وسمہ سے ہو یا کسی سے سیاہ خضاب حرام ہے۔

عرض: اگر جوان عورت سے مرد ضعیف نکاح کرنا چاہے تو خضاب سیاہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: بوڑھا بیل سینگ کاٹنے سے بچھڑا نہیں ہو سکتا (الملفوظ ص ۱۹)

---

[1] ایک قسم کا پتہ جس سے خضاب کرتے ہیں۔ ن

جُذامی سے بھاگنے کا مطلب

مزینہ

یہ جھوٹ ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو اُڑ کر لگتی ہے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں لَاعَدْوٰی بیماری اُڑ کر نہیں لگتی اور فرماتے ہیں فَمَنْ اَعْدَی الْاَوَّلَ اس دوسرے کو تو پہلے کی اڑ کر لگی اس پہلے کو کس کی لگی؟

جس مریض کے بدن سے نجاست نکلتی اور کپڑوں کو لگتی ہو جیسے تر خارش یا معاذاللہ جُذام، اس کا کپڑا نہ پہنا جائے، نہ اس خیال سے کہ بیماری لگ جائے گی بلکہ نجاست سے احتیاط کے لئے۔ اور جہاں یہ نہ ہو کپڑا پہننے میں حرج نہیں۔ یونہی ساتھ کھانے میں جبکہ ایمان قوی ہو کہ معاذاللہ بتقدیر الٰہی اسے وہی مرض ہو جائے تو یہ نہ سمجھے کہ ساتھ کھانے یا اس کا کپڑا پہننے سے ہو گیا۔ ایسا نہ کرتا تو نہ ہوتا اور اگر ضعیف الایمان ہے تو وہ ان مرض والوں سے بچے جن کی نسبت متعدی ہونا عوام کے ذہن میں جما ہوا ہے جیسے جُذام والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ بچنا اس خیال سے نہ ہو کہ بیماری لگ جائیگی کہ یہ تو مردود باطل ہے بلکہ اس خیال سے کہ عیاذاً باللہ اگر بتقدیر الٰہی کچھ ہوا تو ایمان ایسا قوی نہیں کہ شیطانی وسوسہ کی مدافعت کرے اور جب مدافعت نہ ہو سکی تو فاسد عقیدے میں مبتلا ہونا ہو گا۔ لہٰذا احتراز کرے، ایسوں کو حدیث میں ارشاد ہوا ہے فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ کَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ مجذوم سے بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ (احکام شریعت ص۳۵)

تمباکو کا استعمال کیسا ہے؟

مدینہ

بقدرِ ضرر و اختلالِ حواس[1] کھانا حرام ہے اور اس طرح کہ مُنہ میں بو آنے لگے مکروہ اور اگر تھوڑی خصوصاً مشک وغیرہ سے خوشبو کرکے پان میں کھائیں اور ہر بار کھا کر کے کلیوں سے خوب منہ صاف کر دیں کہ بو نہ آنے پائے تو خالص مباح ہے۔ بو کی حالت میں کوئی وظیفہ نہ چاہیئے۔ منہ اچھی طرح صاف کرنے کے بعد ہوا در قرآن عظیم تو حالتِ بدبو میں پڑھنا اور سخت منع ہے ہاں جب بدبو نہ ہو تو درود شریف و دیگر وظائف اس حالت میں بھی پڑھ سکتے ہیں کہ منہ میں پان یا تمباکو ہو، اگرچہ بہتر صاف کر لینا ہے لیکن قرآن مجید کی تلاوت کے وقت ضرور بالکل صاف کرلیں۔ فرشتوں کو قرآن عظیم کا بہت شوق ہے اور عام ملائکہ کو تلاوت کی قدرت نہ دی گئی جب مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے فرشتہ اس کے مُنہ پر اپنا مُنہ رکھ کر تلاوت کی لذت لیتا ہے۔ اس وقت اگر منہ میں کھانے کی چیز کا لگاؤ ہوتا ہے فرشتے کو ایذا ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

طَیِّبُوْا اَفْوَاهَکُمْ بِالسِّوَاکِ فَاِنَّ اَفْوَاهَکُمْ طَرِیْقُ الْقُرْاٰنِ رواہ السجزی من الابانۃ عن بعض

اپنے منہ مسواک سے ستھرے کرو کہ تمہارے منہ قرآن کا راستہ ہیں۔

(احکام الشریعۃ صفحہ ج ۱)

---

[1] یعنی اس مقدار کہ کھانے سے نقصان اور حواس میں خرابی پیدا ہوں۔

الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسند حسن

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذا قام احدکم یصلی من اللیل فلیستک ان احدکم اذا اقراء فی صلاتہ وضع ملک فاہ علی فیہ ولا یخرج من فیہ شیٔ الا دخل فم الملک۔

جب تم میں کوئی تہجد کو اٹھے مسواک کرے کہ جو نماز میں تلاوت کرتا ہے فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھتا ہے جو اس کے منہ سے نکلتا ہے فرشتے کے منہ میں داخل ہوتا ہے۔

رواہ البیہقی فی الشعب وتمام فی فوائدہ والضیاء فی المختارۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وھو حدیث صحیح۔

دوسری حدیث میں ہے:

لیس شیٔ اشد علی الملک من ریح الشم ما قام عبد الی صلوٰۃ قط الا التقم فاہ ملک ولا یخرج من فیہ آیۃ الا یدخل فی فی الملک

فرشتہ پر کوئی چیز کھانے کی بو سے زیادہ سخت نہیں۔ جب کبھی مسلمان نماز کو کھڑا ہوتا ہے فرشتہ اس کا منہ اپنے منہ میں لے لیتا ہے جو آیت اس کے منہ سے نکلتی ہے فرشتے کے منہ میں داخل ہوتی ہے۔

(احکام شریعت حصہ اول ص، مطبوعہ سنانی میرٹھ) واللہ تعالیٰ اعلم

عورتوں کا زیور

عورتوں کو سونے چاندی کے زیور پہننا جائز ہیں۔

الذھب والحریر حل لاناث امتی وحرام علی ذکورھا۔ (رواہ ابوبکر ابن ابی شیبۃ عن زید بن ارقم والطبرانی فی الکبیر عنہ وعن واثلہ رضی اللہ تعالٰی عنہما)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں سونا، ریشم میری امت کی عورتوں کو حلال اور مردوں پر حرام ہیں۔

بلکہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا، بناؤ سنگار کرنا باعث اجرِ عظیم اور ان کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے۔

بعض صالحات کہ خود اور ان کے شوہر دونوں صاحب اولیائے کرام سے تھے، ہر شب بعد نمازِ عشاء پورا سنگار کرکے دلہن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں۔ اگر انہیں اپنی طرف حاجت پاتیں وہیں حاضر رہتیں ورنہ زیور و لباس اتار کر مصلےٰ بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہو جاتیں۔

بلکہ عورت کا باوصفِ قدرت بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ مردوں سے تشبیہ ہے۔ حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا یَا عَلِی مُرْ نِسَاءَکَ لَا یُصَلِّیْنَ عُطْلًا۔ اے علی اپنی مُخَدَّرات (عورتوں) کو حکم دو کہ بے گہنے نماز نہ پڑھیں۔

ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں۔ اور کچھ نہ پائے تو ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے۔

بجنے والا زیور عورتوں کے لئے اس حالت میں جائز ہے کہ نا محرموں مثلاً خالہ، ماموں، چچا، پھوپھی کے بیٹوں، جیٹھ، دیور، بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو نہ اس کے زیور کی جھنکار نامحرم تک پہنچے، اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے:

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ (پ ۱۸ ع ۱۰) — اپنا سنگار شوہر یا محرم کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں۔

اور فرماتا ہے:

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ (پ ۱۸ ع ۱۰) — عورتیں پاؤں دھمک کر نہ رکھیں کہ ان کا چھپا ہوا سنگار ظاہر ہو۔

(عرفان شریعت حصہ اول صفحہ ۱۹-۲۰)

مسلمانوں کا کفّار کے میلوں میں جانا

مدینہ

عرض: اہلِ ہنود کے میلوں مثلاً دسہرہ وغیرہ مسلمانوں کو جانا کیسا ہے۔؟

ارشاد: ان کا میلہ دیکھنے کے لیے جانا مطلقاً ناجائز ہے اگر ان کا مذہبی میلہ ہے جس میں وہ اپنا کفر و شرک کریں گے۔ کفر کی آوازوں سے چلائیں گے جب تو ظاہر ہے اور یہ صورت سخت حرام منجملہ کبائر ہے پھر بھی کفر نہیں۔ اگر کفری باتوں سے نافر و نفرت کرنے والا ہے۔ ہاں معاذ اللہ ان میں سے کسی بات کو پسند کرے یا ہلکا جانے تو آپ ہی کافر ہے۔ حدیث میں ہے جو کسی قوم کا جتھا بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے اور جو کوئی کسی قوم کا کوئی کام پسند کرے وہ اس کام کرنے والوں کا شریک ہے (ابو یعلی امسند عبد اللہ ابن مبارک کتاب الزہد وغیرہ)

اگر مذہبی میلہ نہیں لہو و لعب کا ہے جب بھی ناممکن کہ منکرات و قبائح سے خالی ہو اور منکرات کا تماشا بنانا جائز نہیں (کما فی رد المحتار)

اگر تجارت کے لئے جائے تو اگر میلہ ان کے کفر و شرک کا ہے جانا ناجائز و ممنوع ہے کہ اب وہ جگہ معبد ہے اور معبد کفار میں جانا گناہ (کما فی التاتارخانیہ والھندیہ وغیرھما)

اگر لہو و لعب کا ہے اور خود اس سے بچے نہ اس میں شریک ہو نہ اسے دیکھے نہ وہ چیزیں جو ان کے لہو و لعب ممنوع کی ہوں تو جائز ہے پھر بھی مناسب نہیں کہ ان کا مجمع ہر وقت محل لعنت ہے تو اس سے دور ہی میں خیر و لہذا علماء نے فرمایا کہ ان کے محلہ میں ہو کر نکلے تو جلد لپکتا

ہوا گذر جائے۔

(کما فی غنیۃ ذوی الاحکام، وفتح المعین والطحطاوی)

اور اگر خود شریک ہو یا تماشا دیکھے یا ان کے لہو ممنوع کی چیزیں بیچے تو آپ ہی گناہ و ناجائز ہے الخ

ہاں ایک صورت جواز مطلق کی وہ یہ کہ عالم انہیں ہدایت اور اسلام کی طرف دعوت کے لئے جائے جبکہ اس پر قادر ہو۔ یہ جانا حَسَنْ و محمود ہے اگرچہ ان کا مذہبی میلہ ہو۔ ایسا تشریف لے جانا خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بارہا ثابت ہے الخ (عرفان شریعت حصہ اول صـ۲۶ـ۲۸)

نسب پر فخر جائز نہیں

دینہ

(۱) نسب پر فخر جائز نہیں۔

(۲) نسب کے سبب اپنے آپ کو بڑا جاننا تکبُر کرنا جائز نہیں۔

(۳) دوسروں کے نسب پر طعن جائز نہیں۔

(۴) انہیں کم نسبی کے سبب حقیر جاننا جائز نہیں۔

(۵) نسب کو کسی کے حق میں عار یا گالی سمجھنا جائز نہیں۔

(۶) اس کے سبب کسی مسلمان کا دل دُکھانا جائز نہیں۔

(۷) احادیث جو اس باب میں آئیں انہیں معانی کی طرف ناظر ہیں کسی مسلمان بلکہ کافر ذمی کو بھی بلا حاجت شرعیہ ایسے لفظ سے پُکارنا یا تعبیر کرنا

جس سے اس کی دل شکنی ہو اسے ایذا پہنچے شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ اگرچہ بات فی نفسہ سچی ہو۔ (ازالۃ الآداب لفاضل النسب ص ۲-۳۱ سمنانی میرٹھ)

اگر کوئی چمار بھی مسلمان ہو تو مسلمانوں کے دین میں اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھنا حرام اور سخت حرام ہے۔ وہ ہمارا دینی بھائی ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انما المؤمنون اخوۃ (فتاویٰ رضویہ ص ۲۹۴/۵ مطبوعہ مبارک پور)

شرع شریف میں شرافت قوم پر منحصر نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے، اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ تم میں زیادہ مرتبے والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہے۔

ہاں دربارۂ نکاح اس کا ضرور اعتبار رکھا ہے۔ باپ دادا کے سوا کسی ولی کو اختیار نہیں کہ نابالغہ لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو سے کر دے جس سے اس کی شادی عرف میں باعث ننگ و عار ہو اگر کرے گا نکاح نہ ہوگا۔ عاقلہ بالغہ عورت کو اجازت نہیں کہ بے رضامندی صریح اولیاء اپنا نکاح کسی غیر کفو سے کرے۔ اگر کرے گی نکاح نہ ہوگا۔ الخ [1] (فتاویٰ رضویہ ص ۲۹۵/۵)

کسی کو پیشے کے سبب حقیر جاننا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سے انصاری برادری کے مومن کہنے کے بارے میں سوال کیا گیا اور یہ کہ جو لوگ ان کو طعنے کے طور پر مومن کہیں ان

---

[1] دلائل اصل کتاب میں ملاحظہ ہوں۔ نعمانی۔

کا کیا ہے؛ تو آپ نے اس کا جواب دیا ہے وہ ملاحظہ کے قابل ہے۔ پورا سوال مع جواب کے ہدیۂ ناظرین ہے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مومن کہنا تخصیص رکھتا ہے قوم نوربافت سے یا عام امتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص براہِ طعنہ قوم مذکور کے نسبت مومن کہے تو اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب: الحمدللہ ہر مسلمان مومن ہے اور بعض بلادِ ہند عرف میں اس قوم کو مومن کہنا شاید اس بنا پر ہو کہ یہ لوگ اکثر سلیم القلب[1]، حلیم الطبع ہوتے ہیں جن سے اور مسلمانوں کو آزار (دکھ) کم پہنچتا ہے اور حدیث میں فرمایا کہ مومن وہ ہے جس کے ہمسائے اوس کی ایذاؤں سے امان میں ہوں۔

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اٰمِنَ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ

پھر یہ لفظ بطور طعن انہیں کہنا دوسری شناعت ہے ایک تو مسلمان کو اس کی نسبت یا پیشے کے سبب حقیر جاننا۔ دوسرے ایسے عظیم جلیل لفظ کو محلِ طعن میں استعمال کرنا۔ ایسے شخص کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے اور اپنی زبان کی نگہداشت کرے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ وَالْمُسْلِمِیْنَ اِنَّکَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ آمین (فتاویٰ رضویہ جلد ۵ ص۹۲ سنی دارالاشاعت مبارکپور)

---

[1] سلامت دل اور برداشت مزاج، تحمل۔

مسلمان حلال خور کا حکم

رسالہ

مسئلہ : مسلمان حلال خور جو پنج وقتہ نماز پڑھتا ہو اس طرح پر کہ اپنے پیشہ سے فارغ ہو کر غسل کر کے طاہر کپڑے پہن کر مسجد میں جائے تو وہ شریک جماعت ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اور اگر جماعت میں شریک ہو تو کیا پچھلی صف میں کھڑا ہو یا جہاں جگہ ملے یعنی اگلی صف میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے اور بعد نماز مسلمانوں سے مصافحہ کر سکتا ہے یا نہیں ؟ اور مسجد کے لوٹوں سے وضو کر سکتا ہے یا نہیں اور جو حلال خور صرف بازار میں جاروب کشی کرتا ہو اس کا کیا حکم ہے۔ ملخصاً

الجواب : بیشک شریک جماعت ہو سکتا ہے اور بیشک سب کے ملکر کھڑا ہو گا اور بیشک صف اول یا ثانی میں جہاں جگہ پائے قیام کرے گا کوئی شخص بلا وجہ شرعی کسی کو مسجد میں آنے یا جماعت میں ملنے یا پہلی صف میں شامل ہونے سے ہرگز نہیں روک سکتا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ بیشک مسجدیں خاص اللہ کے لئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں : اَلْعِبَادُ عِبَادُ اللّٰہِ بندے سب اللہ کے بندے ہیں جب بندے سب اللہ کے مسجدیں سب اللہ کی تو پھر کوئی کسی بندے کو مسجد کی کسی جگہ سے بے حکم الٰہی کیوں کر روک سکتا ہے اللہ عزوجل نے

ارشاد فرمایا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ اس سے زیادہ ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں خدا کا نام لینے سے۔

اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ بادشاہ حقیقی عزّ جلالہٗ کا یہ عام دربار خان صاحب شیخ صاحب مغل صاحب یا تجّار، زمیندار یا معافی دار ہی کے لئے ہے۔ کم قوم یا ذلیل پیشہ والے نہ آنے پائیں۔ علماء جو ترتیب صفوف لکھتے ہیں اس میں کہیں قوم یا پیشہ کی بھی خصوصیت ہے ہر گز نہیں۔ وہ مطلقاً فرماتے ہیں صف باندھیں مرد پھر لڑکے پھر خنثیٰ پھر عورتیں۔

بیشک زبال[1] یعنی پاخانہ کمانے والا یا کناس یعنی جاروب کش مسلمان پاک بدن۔ پاک لباس جبکہ مرد بالغ ہو تو وہ اگلی صف میں کھڑا کیا جائے گا، اور خانصاحب اور شیخ صاحب مغل صاحب کے لڑکے پچھلی صف میں جو اس کے خلاف کرے گا حکم شرع کا عکس کرے گا۔ شخص مذکور جس صف میں کھڑا ہو اگر کوئی صاحب اسے ذلیل سمجھ کر اس سے بچ کر کھڑے ہوں گے بیچ میں فاصلہ رہے گا وہ گنہگار ہوں گے اور اس وعید شدید کے مستحق کہ حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ جو کسی صف کو قطع کرے اللہ اسے کاٹ دے گا، اور جو متواضع مسلمان صادق الایمان اپنے رب اکرم و نبی اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم بجالانے کو اس سے شانہ بشانہ خوب مل کر کھڑا ہوگا اللہ عزّ وجل اس کا رتبہ بلند کریگا

---

[1] متکبر مزاج [2] یعنی ملائے

اور وہ اس وعدۂ جمیلہ کا مستحق ہوگا کہ حضورِ انور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ[1] جو کسی صف کو وصل کرے اللہ اسے وصل فرمائے گا۔

ہمارے نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں اَلنَّاسُ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ لوگ سب آدم کے بیٹے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے دوسری حدیث میں ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ	اے لوگو! بیشک تم سب کا رب ایک اور
وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ اَلَا لَا فَضْلَ	بیشک تم سب کا باپ ایک سُن لو کچھ بزرگی
لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى	نہیں عربی کو عجمی[2] پر، نہ عجمی کو عربی پر
عَرَبِيٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ	نہ گورے کو کالے پر، نہ کالے کو گورے پر
وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى	مگر پرہیزگاری سے، بیشک اللہ کے
اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ	نزدیک تم میں بڑا رتبہ والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے[3]

ہاں اس میں شک نہیں کہ زبانی شرعاً مکروہ پیشہ ہے جبکہ ضرورت اس پر باعث نہ ہو مثلاً جہاں کا فرکھنگی پائے جاتے ہیں جو اس پیشہ

---

[1] ابوداؤد، ترمذی، بیہقی ۱۲ منہ [2] یعنی جو عربی نہ ہو [3] رواہ البیہقی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲ منہ

کے واقعی قابل ہیں نہ وہاں زمین مثل زمینِ عرب ہو کہ رطوبات جذب کرے ایسی جگہ اگر بعض مسلمین، مسلمانوں پر سے دفعِ اذیت وحفظِ صحت کی نیت سے اختیار کریں تو مجبوری ہے اور جہاں ایسا نہ ہو بیشک کراہت ہے۔ وہ بھی ہرگز حدِ فسق تک نہیں[1]

مگر ان قوم دار حضرات کا تنفّر ہرگز اس بنا پر نہیں کہ یہ ایک امرِ مکروہ کا مرتکب ہے۔ وہ تنفر کرنے والے حضرات خود صدہا[2] امورِ محرمات وگناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں تو اگر اس وجہ سے نفرت ہو تو وہ زیادہ لائق تنفّر ہیں، ان صاحبوں کی صفوں میں کوئی نشہ باز یا قمار باز[3] یا سود خوار شیخ صاحب، تجار یا رشوت ستاں، مرزا صاحب، عہدہ دار آکر کھڑے ہوں تو ہرگز نفرت نہ کریں گے۔ اور اگر کوئی کپتان یا کلکٹر صاحب یا جنٹ مجسٹریٹ صاحب یا اسسٹنٹ کمشنر صاحب یا جج ماتحت صاحب آکر شامل ہوں تو ان کے برابر کھڑے ہونے کو تو فخر سمجھیں گے، حالانکہ اللہ و رسول کے نزدیک یہ افعال اور پیشے کسی فعلِ مکروہ سے بدرجہا بدتر ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ ان کی نفرت خدا کے لئے نہیں بلکہ نفسانی آن بان اور رسمی تکبّر کی شان ہے، تکبّر ہر نجاست سے بدتر نجاست ہے اور دل ہر عضو سے شریف تر عضو۔

---

[1] یعنی اس مکروہ پیشہ کا کرنے والا ہرگز فاسق نہیں ۱۲

[2] سیکڑوں حرام کام ۱۲ [3] جوا باز ۱۲

افسوس کہ ہمارے دل میں تو یہ نجاست بھری ہو اور ہم اس مسلمان سے نفرت کریں جو اس وقت پاک، صاف بدن دھوئے، پاک کپڑے پہنے ہے۔ غرض جو حضرات اس بیہودہ وجہ کے باعث اس مسلمان کو مسجد سے روکیں وہ اس بلائے عظیم میں گرفتار ہوں گے جو آیت کریمہ میں گزری کہ اس سے زیادہ ظالم کون ہے اور جو حضرات خود اس وجہ سے مسجد وجماعت ترک کریں گے وہ ان سخت وعیدوں کے مستحق ہوں گے جو ان کے ترک پر وارد ہیں یہاں تک رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْجَفَاءُ کُلُّ الْجَفَاءِ وَالْکُفْرُ وَالنِّفَاقُ مَنْ سَمِعَ مُنَادِیَ اللّٰہِ یُنَادِیْ وَیَدْعُوْ اِلَی الْفَلَاحِ فَلَا یُجِیْبُہٗ[1]

ظلم پورا ظلم اور کفر اور نفاق ہے کہ آدمی مؤذن کو سُنے کہ نماز کے لئے بُلاتا ہے اور حاضر نہ ہو۔

اور جو بندۂ خدا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکام پر گردن رکھ کر اپنے نفس کو دبائے گا اور اس مزاحمت ونفرت سے بچے گا۔ مجاہدۂ نفس اور تواضع کا ثوابِ جلیل پائے گا۔ بھلا فرض کیجئے کہ ان مساجد سے تو ان مسلمانوں کو روک دیا وہ مظلوم بے چارے گھروں پر پڑھ لیں گے،

---

[1] رواہ الامام احمد والطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن، منہ

سب میں افضل واعلیٰ مسجد، مسجد الحرام شریف سے انہیں کون روکے گا۔ اس مسلمان پر اگر حج فرض ہو تو کیا اُسے حج سے روکیں گے اور خدا کے فرض سے باز رکھیں گے (عزوجل)۔ یا مسجد حرام سے باہر کوئی نیا کعبہ اسے بنا دیں گے کہ اس کا طواف کرے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے۔ آمین

اس تقریر سے ثابت ہوگیا کہ مسجد کے لوٹے جو عام مسلمانوں پر وقف ہیں ان سے وضو کو بھی اسے کوئی منع نہیں کر سکتا جب کہ اس کے ہاتھ پاک ہیں۔ رہا مصافحہ، خود ابتدا کرنے کا اختیار ہے کیجئے نہ کیجئے مگر جب وہ مسلمان مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے اور آپ اپنے اس خیال بے معنی پر ہاتھ کھینچ لیجئے تو بے شک بلا وجہ شرعی اس کی دل شکنی اور بے شک بلا وجہ شرعی مسلمان کی دل شکنی حرام قطعی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے بے شک مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے بے شک اللہ عزوجل کو ایذا دی[1]۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۲۷۳ تا ۲۸۴ سنی دارالاشاعت مبارک پور)

---

[1] رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسند حسن منہ

دین بیچ کر دنیا خریدنے کی مذمت

کسی سچے عمل دینی کے ذریعے سے بھی دُنیا نہ مانگے کہ معاذاللہ دین فروشی ہے۔ جیسے بعض فقرا، کہ حج کرتے ہیں جگہ جگہ اپنا حج بیچتے پھرتے ہیں۔ پھر کبھی بک نہیں چکتا۔ حدیث میں آیا جو آخرت کے عمل سے دُنیا طلب کرے اس کا چہرہ مسخ کر دیا جائے اور اس کا ذکر مٹا دیا جائے اور اس کا نام دوزخیوں میں لکھا جائے۔

امام حُجۃُ الاسلام فرماتے ہیں۔ ایک غلام و آقا حج کر کے پلٹے۔ راہ میں نمک نہ رہا نہ خرچ تھا کہ مول لیتے۔ ایک منزل پر آقا نے کہا: بقال (سبزی فروش) سے تھوڑا نمک یہ کہہ کر لے آ کہ ہم حج سے آتے ہیں، وہ گیا اور کہا میں حج سے آتا ہوں قدرے نمک دے، لے آیا دوسری منزل میں آقا نے پھر بھیجا اس بار یوں کہا کہ میاں آقا حج سے آتا ہے تھوڑا نمک دے، لے آیا، تیسری منزل میں آقا نے پھر بھیجنا چاہا غلام نے کہ حقیقتاً آقا بننے کے قابل تھا۔ جواب دیا پرسوں نمک کے چند دانوں پر اپنا حج بیچا کل آپ کا بیچا، آج کس کا بیچ کر لاؤں۔

امام سفیان ثوری ایک شخص کے یہاں دعوت میں تشریف لے گئے۔ میزبان نے خادم سے کہا ان برتنوں میں کھانا لاؤ جو میں دوبارہ کے

حج میں لایا ہوں۔ امام نے فرمایا مسکین تونے ایک کلمے میں اپنے حج ضائع کئے۔ جب مجرد اظہار پر یہ حال ہے تو اسے ذریعہ دنیا طلبی بنانا کس درجہ بدتر ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

وعظ کا پیشہ

دینہ

کہ آج کل نہ کم علم بلکہ نرے جاہلوں نے کچھ الٹی سیدھی اُردو دیکھ بھال کر حافظہ کی قوت، دماغ کی طاقت، زبان کی طاقت کو سکار مردم کا جال بنایا ہے۔ عقائد سے غافل، مسائل سے جاہل اور وعظ گوئی کے لئے آندھی۔ ہر جامع، ہر مجمع، ہر مجلس، ہر میلے میں غلط حدیثیں، جھوٹی روایتیں، اُلٹے مسئلے بیان کرنے کو کھڑے ہوجائیں گے اور طرح طرح کے حیلوں سے جو مل سکا کمائیں گے اول تو انہیں وعظ کہنا حرام ہے۔ ع

او خویشتن گم است کرا رہبری کند[1]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (رواہ الترمذی وصححہ)

جو بے علم قرآن کے معنی میں کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

---

[1] وہ تو خود ہی گمراہ ہے دوسروں کو کیا راہ دکھلائے گا (ن)

دوسرے ان کا وعظ سننا حرام سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ تو سارے جلسے کا وبال ایسے واعظ کی گردن پر ہے مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْئًا۔

تیسرے وعظ وپند کو جمع مال یا رجوع خلق کا ذریعہ بنانا گمراہی مردود وسنتِ نصاریٰ ویہود ہے۔

امام فقیہ ابو اللیث علیہ الرحمۃ نے اگر حال زمانہ دیکھ کر کہ سلطنتوں نے علماء کی کفالت چھوڑ دی۔ بیت المال میں ان کا حق کہ ہمیشہ ان کے اور ان کے متعلقین کے تمام مصارف کی کفایت کی جائے، انہیں نہیں پہنچتا۔ وہ کسب معاش میں مصروف ہوں تو عوام کو ہدایت کا دروازہ مسدود ہوتا ہے۔ اذان واقامت وتعلیم بہ اجرت پر فتویٰ متاخرین کی طرح قول جمہور اور خود اپنے قول سابق سے رجوع فرما کر عالم کو اجازت دی کہ وعظ وپند کے لیے مُفَصّلات[1] میں جائے اور نذورے تو وہ مجبوری کی اجازت بحالت حالت خاص عالم دین کے لیے ہے جو اہل وعظ وتذکیر ہے نہ جاہلوں یا ناقصوں کے واسطے کہ انہیں وعظ کہنا ہی کب جائز ہے جو اس کی ضرورت کے لیے اس محظور کی اجازت ہو پھر اس کے لیے بھی صرف بحال حاجت بقدرِ حاجت بقدرِ حاجت اجازت ہوگی۔ لان ماکان بضرورۃ یتقدر بقدرھا نہ کہ بلا حاجت یا خزانہ بھرنے کے لیے۔ پھر آگے مدارِ نیت پر ہے اگر اللہ

---

[1] مفصلات۔ دیہات وقصبات ۱۲

عزوجل کہ علیم بذات الصدور ہے اس کی حالت جانتا ہے کہ اصل مقصود ہدایت ہے نہ جمع مال، جب تو اس مجبوری کے فتویٰ سے نفع پا سکتا ہے، ورنہ دانائے سر و خفی کے حضور جھوٹا حیلہ نہ چلے گا اور دنیا خر[1] اور دین فروش ہی نام ملے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (احسن الوعاء ص۱۳۶ ، ۱۳۴)

ایام نفاس سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

مدینہ

یہ جو عوام جاہلوں عورتوں میں مشہور ہے کہ جب تک چلّہ نہ ہو جائے زچہ پاک نہیں، محض غلط ہے، خون ہونے کے بعد ناحق ناپاک رہ کر نماز روزہ چھوڑ کر سخت کبیرہ گناہ میں گرفتار ہوتی ہیں۔ مردوں پر فرض ہے کہ انہیں اس سے باز رکھیں۔ نفاس کی زیادہ حد کے لئے چالیس دن رکھے گئے ہیں، نہ یہ کہ چالیس دن سے کم کا ہوتا ہی نہ ہو اس سے کم کے لئے کوئی حد نہیں، اگرچہ جننے کے بعد صرف ایک منٹ خون آیا اور بند ہو گیا۔ عورت اسی وقت پاک ہو گئی۔ نہائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے۔ اگر چالیس دن کے اندر اسے خون عود[2] نہ کرے گا تو نماز روزے سب صحیح رہیں گے۔ چوڑیاں، چارپائی، مکان سب پاک ہے۔ فقط وہی چیز

---

[1] دنیا خر۔ دنیا خریدنے والا ۱۲ [2] یعنی دوبارہ

ناپاک ہوگی، جسے خون لگ جائے۔ بغیر اس کے ان چیزوں کو ناپاک سمجھ لینا ہندوؤں کا مسئلہ ہے۔

(عرفانِ شریعت حصہ دوم ص۴۸)

پردہ کے بعض ضروری احکام

زینہ

شرع مطہر میں پھوپھا اور خالو اور بہنوئی اور جیٹھ اور دیور اور چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں کے بیٹوں اور راہ چلتے اجنبی سب کا ایک حکم ہے۔ بلکہ ان سے زیادہ احتیاط لازم ہے کہ نرے اجنبی سے طبعی حجاب ہوتا ہے۔ نہ اسے جلد ہمت پڑ سکتی ہے نہ وہ بے تکلف گھر میں آ سکتا ہے بخلاف ان کے۔ ولہذا حدیث میں ہے، حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ الْحَمْوَ، یا رسول اللہ جیٹھ دیور کا حکم ارشاد ہو، فرمایا اَلْحَمْوُ مَوْتٌ یہ تو موت ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(فتاویٰ رضویہ پنجم ص۱۵۶)

اجنبی آزاد عورت کے منہ کی صرف ٹکلی جس میں کان یا گلے یا بالوں کا کوئی ذرہ داخل نہیں اور ہتھیلیاں اور تلوے دیکھنا اگرچہ حرام نہیں کہ ترک فرض نہیں ہاں مکروہ تحریمی ہے کہ

ترک واجب ہے مگر اُس کے ان مواقع کا بھی چھونا مطلقاً حرام ہے والہذا شیخ کو حرام ہے کہ اجنبی عورت کا ہاتھ پکڑ کر بیعت لے۔

(فتاویٰ رضویہ ص ۶۵۸/۱۵)

مسئلہ ضروریہ اشد ضروریہ

آزاد عورت کو حرام ہے کہ کسی نامحروم مرد کے بدن کو ہاتھ لگائے اگرچہ ہاتھ یا پاؤں کو اور مرد پر حرام ہے کہ اُسے اسکی اجازت دے۔

یہاں سے مشائخ زمانہ سبق لیں کہ جنبی جوان مُریدات اور وہ خود بھی ضعیف نہیں ان کے قدم لیتیں ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتیں آنکھوں سے لگاتی ہیں اُن پر فرض ہے کہ انہیں ان حرکات سے بشدت روکیں۔ یونہیں بعض لوگ نہلاتے ہیں، نائن یا جیل سے ہاتھ، پاؤں یا پیٹھ ملواتے ہیں یہ بھی حرام ہے اور احتراز فرض۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اھ

(فتاویٰ رضویہ جلد اوّل ص ۶۵۸)